اقبالؒ — جہانِ دیگر

محمد فرید الحق

گردیزی پبلشرز، کراچی

اقبالؒ ــــ جہانِ دیگر

محمد فرید الحق

ایڈووکیٹ

ہائی کورٹ آف سندھ

گردیزی پبلشرز، کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب ——— اقبالؒ ـ جہانِ دیگر

تالیف ——— محمد فرید الحق ایڈوکیٹ

کتابت ——— ہدایت اللہ شاہین رقم

طباعت ——— مشہور آفسٹ پریس کراچی

اشاعت ——— جمعۃ الوداع مطابق ۸ جولائی ۱۹۸۳ء

تعداد ——— ایک ہزار ایک سو

ناشر ——— گردیزی پبلشرز (کراچی)

قیمت ——— سولہ روپے

ملنے کا پتہ

(۱) گردیزی پبلشرز، کراچی

۳۲۶/۱، محلہ اسلام گنج، لسبیلہ چوک، نشتر روڈ، کراچی ۵

(۲) کامیاب بک ڈپو، ۳۸- اردو بازار، لاہور

انتساب

اپنی شریک حیات مرحومہ زبیدہ بیگم
کے نام جن کی بے پایاں محبت
کی خوشبو، مسلسل رفاقت کی
مہک اور قدم بقدم ہمت افزائی
نے مجھے زندگی بسر کرنے کا حوصلہ دیا

محمد فرید الحق

عرضِ ناشر

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور محبت کے صدقہ میں علامہ اقبال کو دنیا کے علماء و فضلاء، شعراء و ادباء، مفکرین مصنفین، زعماء و قائدین کی صف میں جو ممتاز مقام ملا ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ان کی نوائے عاشقانہ بالعموم مسلمانانِ عالم اور بالخصوص اسلامیانِ پاک و ہند کے لئے بانگِ رحیل ثابت ہوئی ہے۔ بانگِ درا ہو کہ بالِ جبریل، ضربِ کلیم ہو کہ زبورِ عجم، پیامِ مشرق ہو کہ ارمغانِ حجاز، تقریر ہو کہ تحریر، مضامین ہوں کہ مکاتیب، اقبال کا ہر نقش زندگی کے ہر موڑ پہ، مرنے والوں کے لئے دمِ عیسیٰ، سونے والوں کے لئے بانگِ رحیل اور چلنے والوں کے لئے جرسِ کارواں ثابت ہوا ہے۔ ان کے رشحاتِ قلم نے زمینِ فکر کی آبیاری کی ہے۔

حضرت اقبال علیہ الرحمہ پر اتنا کچھ لکھا گیا ہے کہ اب ؏ ہر کجا کہ می نگرم روئے ترا می بینم۔ کا عالم ہے۔ خود ان کی تحریریں اور تقریریں بڑی آب و تاب سے شائع ہو چکی ہیں۔ ان کے مکاتیب کے بھی دو تین مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب "اقبال — جہانِ دیگر" بھی انہی کے غیر مطبوعہ مکاتیب کا مجموعہ ہے۔ یہ وہ خطوط ہیں جو حضرت علامہؒ نے مولانا راغب احسن مرحوم کو لکھے تھے اور جن کی اشاعت بوجوہ اب تک نہ ہو سکی تھی۔

محترم جناب محمد فرید الحق صاحب سابق سکریٹری مؤتمر عالم اسلامی نے ان خطوط کو مرتب و مدون کیا ہے۔ وہی ان خطوط پر بہتر طور پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زہے نصیب، ان باقیات الصالحات کی اشاعت کی سعادت اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مقدر فرمائی تھی۔ جس کے لئے میں استاد محترم پروفیسر مولانا سید عطاء اللہ حسینی قادری صاحب، میرے دستِ راست جناب ہدایت اللہ شاہین رقم صاحب، محترم بھائی افتخار احمد صاحب (مالک آئیڈیل پیکیجز، کراچی) اور محترم سید منیر علی جعفری صاحب نیز روزنامہ اخبار جنگ — کے اقبال ایڈیشن (مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۸۳ء) کا خاص طور سے شکر گزار ہوں۔ قارئین کرام محسوس کریں گے کہ میں نے محترم جناب فرید الحق صاحب کے احسانات کے پیشِ نظر اپنے معیارِ اشاعت کو حتی المقدور نہ صرف برقرار رکھا ہے بلکہ اس میں قدرے پیش رفت بھی ہوئی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور قارئین کرام کا تعاون حاصل رہا تو انشاء اللہ ہر نقش پہلے سے بہتر ثابت ہوگا۔

ناچیز

سید عبدالغفار گردیزی، بی جے
بی کام

۸ جولائی ۱۹۸۳ء

ترتیبِ مضامین

		صفحہ نمبر
۱-	عرضِ ناشر	۴
۲-	فہرستِ مضامین (ترتیب)	۵
۳-	دیباچہ	۱۴
۴-	تعارف	۲۲
۵-	اردو خطوط	۲۶
۶-	انگریزی خطوط	۱۰۶
۷-	تعارف (حالاتِ زندگی)	۱۲۹
۸-	اقبال اکاڈمی	۱۴۲

۱-	دیباچہ	محمد علی صدیقی
۲-	تعارف	رئیس امروہوی
۳-	حالاتِ زندگی	سید منیر علی جعفری
۴-	اصلاح و ترتیب	پروفیسر مولانا سید عطاء اللہ حسینی قادری

اردو خطوط

S. No.	DATE	PAGE No.
1.	25.07.1927	26
2.	21.12.1929	28
3.	06.02.1930	30
4.	12.02.1930	32
5.	06.07.1930	34
6.	28.05.1931	36
7.	04.10.1932	38
8.	08.04.1933	40
9.	30.05.1933	42
10.	03.07.1933	44
11.	31.08.1933	46
12.	15.09.1933	48
13.	17.09.1933	52
14.	28.09.1933	56
15.	12.11.1933	58
16.	24.11.1933	60
17.	08.11.1933	62
18.	18.12.1933	64
19.	15.01.1934	66
20.	26.01.1934	68
21.	25.02.1934	70
22.	21.03.1934	72
23.	08.05.1934	76
24.	22.07.1934	78
25.	19.08.1934	80
26.	16.09.1934	82
27.	20.09.1934	84
28.	10.12.1934	86
29.	11.12.1934	88
30.	05.02.1936	92
31.	06.06.1936	94
32.	31.03.1937	96
33.	23.09.1937	98
34.	12.06.19--	100
35.	----------	103

انگریزی خطوط

S. No.	DATE	PAGE No.
36.	08.04.1933	108
37.	03.12.1933	110
38.	12.12.1933	112
39.	06.03.1934	114
40.	15.03.1934	117
41.	12.02.1935	120
42.	13.08.1937	122
43.	19.09.1937	125
44.	----------	128

پیش لفظ

زیر نظر مجموعہ علامہ اقبالؒ کے اُن مکتوبات پر مشتمل ہے جو انہوں نے اسلامیانِ ہند کے ایک معروف عالم اور سیاست داں مولانا راغب احسن کو لکھے تھے۔ ان خطوط سے علامہ کے علمی مشاغل، دینی مسلک اور سیاسی فکر کے متنوع پہلو روشن تر ہو کر ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ایک طرف تو یہ مکاتیب اپنے موضوع اور مواد کے اعتبار سے نادر ہیں تو دوسری طرف مکتوب الیہ کی شخصیت کے اعتبار سے بھی بڑے اہم ہیں۔ مولانا راغب احسن بیسویں صدی کے نصف اول کی ہندوستانی مسلم سیاست میں ایک مقام امتیاز کے مالک اور اپنی ذات میں منفرد تھے۔ اُن کی زندگی ع نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُر سوز" کی جیتی جاگتی تفسیر اور عالی دماغی کی منہ بولتی تصویر تھی۔

جن لوگوں کو علامہ راغب احسن مرحوم کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے، میری اس رائے سے اتفاق کریں گے کہ وہ مسلم ہندوستان کے ان تین رہنماؤں میں سے ایک تھے جنہیں دیکھ کر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ مولانا راغب احسن، مولانا آزاد سبحانی اور سید الاحرار حسرت موہانی تینوں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ مولانا آزاد سبحانی تو تحریک قیام حکومتِ الٰہیہ اور خلافتِ ربانی کے بانی تھے۔ ان کا خیال تھا کہ صرف سیاسی آزادی ہندی مسلمانوں کی تباہ حالی اور بدبختی کا مداوا نہیں بن سکتی۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ملتِ اسلامیہ میں اس وقت تک اتحاد و استحکام پیدا نہیں ہو سکتا جب تک کہ خلافتِ راشدہ کی طرز پر نظامِ حکومت ربانی معرضِ وجود میں نہیں آجاتا۔ ان کی تصانیف "الفلسفۃ الربانیہ" اور "زبور ربانیت" اسی عظیم مقصد کے خیال کو حقیقت بنانے کا لائحہ عمل پیش کرتی ہیں۔

جہاں تک مولانا حسرت موہانی کا تعلق ہے وہ اپنی ذات میں جرأت اظہار۔ ایثار نفسی۔ استعمار دشمنی۔ فقیر منشی اور شعر و شاعری کا حیرت انگیز پیکر تھے۔ یہ سب اوصاف ان کی ذات میں کچھ اس حسن تناسب سے جمع تھے کہ سید الاحرار کے علاوہ شاید ہی کہیں اور یہ ظہور ترتیب نظر آئے۔

مولانا راغب احسن مرحوم بھی حسرت موہانی اور آزاد سبحانی ہی کے قبیلے کے آدمی تھے۔ وہ آزاد سبحانی کے فلسفۂ خلافتِ ربانی کے پُرجوش ترجمان تھے۔ وہ ہندی مسلمانوں کی زبوں حالی کا علاج تزکیہ و تربیت اور اتحادِ عالم اسلامی کو قرار دیتے تھے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ ایک زمانے میں مولانا ابوالکلام آزاد امام الہند کہلاتے تھے اور کلکتہ کی عیدگاہ میں عیدین کی نمازوں کی امامت کرتے تھے۔ جب ابوالکلام کے مخصوص سیاسی نظریات کی وجہ سے مسلم عوام کے دلوں میں تشویش پیدا ہوئی تو مولانا راغب احسن ہی تھے جنہوں نے نہ صرف تحریر و تقریر بلکہ عمل اور اقدامات کر کے کلکتہ کے مسلمانوں کو اس امر پہ آمادہ کر لیا کہ وہ ابوالکلام کی بجائے آزاد سبحانی کی امامت میں عیدین کی نمازیں ادا کریں۔ یہ وہ وقت تھا جب ہندوستان بھر میں مولانا ابوالکلام آزاد کا طوطی بولتا تھا اور وہ سب کی آنکھوں کے تارا تھے۔ لیکن مولانا راغب احسن اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہوئے جس سے ابوالکلام آزاد کی سیاسی زندگی کو خاصا دھچکا لگا اور مسلمانانِ کلکتہ میں ان کی وہ پہلی سی ساکھ نہ رہی۔ حقیقت یہ ہے کہ کلکتے میں ایک بساط مولانا آزاد سبحانی کی بچھی تھی اور دوسری مولانا راغب احسن کی۔

مولانا راغب احسن ابتدا ہی سے مسلم لیگی مسلک کے پیروکار رہے۔ اس میں تو کچھ شبہ نہیں کہ متحدہ بنگال میں تحریک پاکستان کو جو مقبولیت حاصل ہوئی اس میں مولانا کا بھی ہاتھ تھا۔ وہ ایک درویش صفت۔ فقیر منش اور آزاد طبیعت کے انسان تھے۔ عیش پسندی اور تن آسانی سے گریزاں، سامراج دشمنی ان کی رگ رگ میں رچی تھی۔ وہ کھدر کے کپڑے پہنتے اور حد درجہ سادہ زندگی گزارتے تھے۔ اس معاملے میں ان کے اخلاصِ عمل کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے اُس وقت تک ازدواجی بندھن کو قبول نہ کیا جب تک کہ ان کی ہونے والی رفیقہ حیات نے ولایتی کپڑوں اور مغربی ملبوسات سے مکمل کنارا کشی نہ کر لی۔ ان کی سیاسی زندگی کی ابتدا تحریکِ خلافت سے ہوئی۔ اس راہ میں اُن کے اوّلین قائد اور راہنما مولانا محمد علی جوہر تھے۔ مولانا راغب احسن کی انگریزی تحریروں میں وہی زور۔ سج دھج اور آن بان تھی جو محمد علی جوہر کے اخبار کامریڈ کا خاصّہ تھی۔ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۸ء تک وہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے وابستہ رہے اور قائداعظم محمد علی جناح ان کی آرا کو بڑی توجہ سے سنتے تھے۔ اس سے پہلے ۱۹۳۱ء میں وہ آل انڈیا مسلم یوتھ لیگ کا قیام عمل

میں لاچکے تھے۔ درحقیقت ان کی ساری زندگی برصغیر کی ملتِ اسلامیہ کے لئے وقف تھی۔ جب ہندوستانی علما کی ایک جماعت نے مسلم لیگ کی مخالفت میں متحدہ محاذ بنا کر انڈین نیشنل کانگرس کے مقاصد کی بہ مسلا حمایت کی تو مسلم لیگ کے لئے خاصی نازک صورتِ حال پیدا ہو گئی۔ راغب احسن اس وقت میدان میں آئے۔ جمعیتِ علمائے اسلام کی بنیاد ڈال کر مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کو اس نئے درپیش خطرے کے مضمرات سے بچانے کی جی توڑ کوشش کی۔ پاکستان بن گیا تو مولانا کلکتے سے ترکِ سکونت کر کے ڈھاکہ آ گئے۔ یہاں سے وہ پاکستان دستور ساز اسمبلی کے ممبر چنے گئے۔ حسین شہید سہروردی۔ مولوی فضل الحق۔ خواجہ ناظم الدین۔ نور الامین۔ مولوی تمیز الدین خاں اور مسلم ہند کے دیگر زعما سے ان کے بڑے گہرے اور قریبی روابط تھے۔ مگر اپنے ان تعلقات سے انہیں اپنی ذات کی خاطر کوئی فائدہ اٹھانے کا خیال کبھی نہ آیا۔ مشرقی پاکستان کے عوام انہیں پسند کرتے تھے اور مسلم لیگ کے صفِ اوّل کے رہنما ان کے چشم و ابرو کے منتظر۔ وہ چاہتے تو کون سا ایسا مالی مفاد تھا جو وہ نہ حاصل کر سکتے تھے۔ مگر وہ استغنا صفت۔ صحابی طبیعت اور بلند کردار شخص تھے۔ وہ ایک خستہ و شکستہ مکان میں درویشی کی زندگی پر قانع رہے۔

مشرقی پاکستان میں ہی مولانا نے انجمن مہاجر و انصار کی بنیاد ڈالی۔ اس انجمن نے حتی المقدور اختلافات کی اس خلیج کو پاٹنے کی کوششیں کیں جو بعض مفاد پرست عناصر مقامی اور مہاجر کے منفی نعرہ پر دونوں طبقوں کے درمیان پیدا کرنے پر تلے تھے۔ مولانا کا ذہنی اور روحانی رشتہ مجاہدین بالاکوٹ سے بھی استوار تھا اور وہ جمعیۃ المجاہدین کے بھی سرگرم رکن رہے۔ مولانا بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ ان جیسے متبحر عالم دین، ملت کا شعور اور قوم کا درد رکھنے والے رہنما اب تو دیکھنے کو بھی نہیں ملتے۔

وہ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں پر قدرت رکھتے تھے اور دونوں زبانوں میں ان کو خیالات کے بلیغ اظہار کا ملکہ تھا۔ ان کی یہی خداداد صلاحیتیں تھیں جن کی بدولت انہوں نے قائد اعظمؒ کے دل میں گھر کر لیا تھا۔ قائد اعظمؒ مولانا کو بے حد عزیز رکھتے تھے۔ اس کا ثبوت اس بات سے بھی ملتا ہے کہ اپنی شب و روز کی گوناگوں قومی مصروفیات کے باوجود قائد نے مختلف قومی و ملی مسائل کے بارے میں کم و بیش تین صد خطوط مولانا کو لکھے ہیں اور ان کی رائے اور مشورہ طلب کیا ہے۔ قائد کے ان خطوط میں سے بیشتر راقم الحروف کے پاس محفوظ ہیں۔ یہ سارے خطوط انشاء اللہ ایک علیحدہ کتاب میں شائع ہوں گے۔

حقیقی زندگی تو مولانا کی وہی تھی جس کا ایک ایک لمحہ قومی اور ملی بہبود کے لئے وقف تھا۔ اس جہان فانی میں ان کے بشری سفر کی داستان یوں ہے کہ وہ ۲۲ جنوری ۱۹۰۲ء میں صوبہ بہار کے ضلع گیا کے ایک چھوٹے سے گاؤں نیودیا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کلکتے کے مدرسہ عالیہ میں حاصل کی۔ جب ۱۹۱۶ء کے پُر آشوب ایام میں ترکی کے مسئلہ پر عالم اسلام میں ایک ہیجان بپا تھا اور مسلم ہند کے گوشے گوشے میں سیاسی شعور جاگ رہا تھا۔ راغب احسن اس وقت چودہ پندرہ سال کے تھے اور ابھی مسیں تک بھی نہ بھیگی تھیں کہ ملی سیاست کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔

Non Cooperation Movement

۱۹۲۲ء میں جب تحریک عدم تعاون چلی تو وہ پیش پیش تھے۔ آزادی کے دوسرے ہزاروں پروانوں کی طرح زندان نصیب ہوئے۔ اسیری کا یہ زمانہ علی پور جیل میں گزرا۔ اپنے نصب العین کے حصول کے لئے جدوجہد میں ان کے قدم کبھی نہیں ڈگمگائے اور ہمیشہ آگے بڑھتے رہے۔ قدم کے ساتھ ساتھ مولانا کا قلم بھی متحرک اور برسرِ پیکار رہتا تھا۔ ایک عام اور سرسری اندازے کے مطابق انہوں نے قومی اور ملی مسائل پر کوئی دو سو سے زائد مقالات و مضامین لکھے ہوں گے۔ فی الحقیقت وہ دینی، سیاسی اور قومی امور و مسائل کا چلتا پھرتا انسائکلوپیڈیا تھے۔ ان کا حافظہ غضب کا تھا۔ اُن کی طویل مطبوعہ تصانیف میں Jahad For Millathood کتابِ مبین اور "مشرق سے روشنی" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ وہ بھی جمال الدین افغانی اور مولانا آزاد سبحانی کی مانند پان اسلام ازم و تحریکِ اتحاد عالم اسلامی کے زبردست نقیب اور داعی تھے۔ مشرقی پاکستان میں سکونت اختیار کرنے کے بعد انہوں نے ملت اسلامیہ کی زبوں حالی کا گہرا جائزہ لیا اور حروف القرآن کی تحریک چلائی۔ ان کی اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ بنگلہ زبان کو عربی رسم الخط میں لکھا جائے تاکہ وحدتِ مرکزی قائم رہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر یہ تحریک کامیاب ہو جاتی تو شاید المیہ مشرقی پاکستان رونما ہوتا اور ملک کے دونوں حصے اپنے اسلامی رشتے میں منسلک رہتے۔

مولانا کی نگاہ بڑی دُور رس تھی اور مذکورہ تحریک ان کی روحانی بصیرت اور دنیاوی فراست کی آئینہ دار ہے۔ یہاں یہ کہنا بھی نامناسب نہ ہو گا کہ موجودہ بنگلہ دیش کے ارباب اختیار بھی اپنے قومی و ملی تشخص کو اجاگر کرنے کے لئے اسی سمت میں خاص توجہ دے رہے ہیں۔

۱۹۵۲ء کے بعد سے ان کی اکثر تحریریں اس المیے کی جانب اشارہ کرتی ہیں جو آخر کار ۱۶ر دسمبر ۱۹۷۱ء میں وقوع پذیر ہو کر رہا۔ اپنی زندگی کے آخری ایام انہوں نے کراچی میں گزارے۔ مشرقی پاکستان کے افسوسناک حالات۔ تحفظِ ملت کی فکر اور پاکستان کے مستقبل کے خدشات نے انہیں ہلا کر رکھ دیا تھا اور وہ بڑے مایوس۔ دل گرفتہ اور دل برداشتہ رہنے لگے تھے۔ ۲۸ر نومبر ۱۹۷۵ء جمعہ کا دن تھا۔ مولانا جمعہ کی نماز ادا کرنے شمالی ناظم آباد کی مسجد صدیق اکبرؓ میں گئے۔ سیڑھیاں چڑھ رہے تھے کہ چکرا کر گر گئے۔ لوگ اٹھا کر اللہ کے گھر میں لے گئے اور اس متوکل۔ نیک اور سدا راضی بہ رضا بندے نے اللہ کے اسی گھر میں جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

بیسویں صدی کے ممتاز مفکر اور دانشور علامہ اقبال کا بھی مولانا سے خصوصی تعلق تھا۔ جب تک علامہ زندہ رہے دونوں کے درمیان خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ اس مجموعے میں مشتملہ خطوط اس لحاظ سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں کہ ان سے اِن دونوں کے شخصی۔ مذہبی اور ملی رجحانات اور مقاصد پر روشنی پڑتی ہے۔ چند ایک خطوط میں علامہ نے بار بار مولانا کو تاکید کی ہے کہ ایک خاص مقصد کی تکمیل و وضاحت کے لئے سٹار آف انڈیا (مولانا اسی اخبار سے منسلک رہے ہیں) میں مضامین شائع کرائیں۔ ایک خط میں برصغیر میں علیحدہ اسلامی خطّے کے بارے میں علامہ کا اصل مسلک بھی پوری طرح واضح ہو جاتا ہے۔ یوں بھی علامہ کی ہر تحریر ہم سب کے لئے تبرک کا مرتبہ رکھتی ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اسے من وعن آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کر دیں۔

مجھے اُمید ہے کہ سیاست ملّی اور اقبالیات سے شغف رکھنے والے حضرات کے لئے یہ مجموعہ ایک گراں بہا تحفہ ثابت ہو گا۔

آخر میں مجھے ان دوستوں کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے اس کتاب کی تدوین و ترتیب میں ہر مرحلے پر میری ہمت بڑھائی اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ اس کتاب کے دیباچے کے لئے میں جناب محمد علی صدیقی کا بے انتہا ممنون ہوں۔ جناب صدیقی صاحب اُردو زبان و ادب کے بڑے سنجیدہ نقاد ہیں۔ دیباچے میں انہوں نے علامہ کے خطوط کی اہمیت و افادیت اور ان کے مختلف پہلوؤں کی ضروری صراحت کر دی۔ میں مُلک کے نامور ادیب اور شاعر حضرت رئیس امروہوی کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کا تعارف لکھنے کے لئے وقت

نکلا۔ یہ تعارف خیر الکلام کی انتہائی خوبصورت تفسیر ہے۔ انہوں نے مکتوب نگار یعنی حضرت علامہ اقبال کی عظمت اور مکتوب الیہ یعنی مولانا راغب احسن کے دینی تبحر اور ملی بصیرت کا تعین کر کے دلنشین انداز میں وہ سب باتیں کہہ دی ہیں جو میں کہنا چاہتا تھا۔ ان کا تعارف اختصار کے باوجود جامع ہے۔ کتاب کی ترتیب میں مجھے مولانا مرحوم کے صاحبزادے اور دیگر اہلِ خاندان کا بھرپور تعاون بھی حاصل رہا۔ اس تعاون کے بغیر میرا اس کام سے عہدہ برآ ہونا کسی طرح بھی ممکن نہ تھا۔ میں مولانا مرحوم کے صاحبزادے جناب احسن ریاض جو حکومتِ پاکستان کے محکمہ منصوبہ بندی میں اہم منصب پر فائز ہیں کا بطور خاص شکر گزار ہوں۔ وہ خاموشی سے اپنے عظیم باپ کی شخصی روایات پر بہ حسن و خوبی عمل پیرا ہیں۔ مولانا کے دوسرے صاحبزادے مسیح الرحمٰن نے بھی میری ہر طرح معاونت کی۔ یہ آج کل مدینۃ النبیؐ میں بطور انجینئر خدمات سرانجام دیتے ہیں۔

مولانا مرحوم کے دو دامادوں نے بھی اس کام کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹایا۔ ان میں ایک تو کراچی کے ممتاز صحافی جمیل احمد ہیں۔ دوسرے ڈاکٹر انعام الحق جو آج کل سعودی عرب میں قیام پذیر ہیں۔ اس سلسلے میں نیشنل بنک آف پاکستان لائبریری کے مولانا عبد السّلام کو بھی نہیں بھلا سکتا جنہوں نے کتاب کی تیاری کے دوران اپنی مشفقانہ دلچسپی سے میری ہمت بڑھائی۔ وہ مولانا راغب احسن مرحوم کے نہایت قریبی اور معتمد رفیقوں میں سے ہیں اور اُن سے مولانا مرحوم کو ایک نسبتِ خاص تھی۔ اپنے محبِ گرامی پروفیسر مولانا سید عطاء اللہ حسینی کا بھی سپاس گذار ہوں کہ کتاب کی تدوین کے سلسلے میں اُن کے مشورے نہایت مفید ثابت ہوئے۔ سید منیر علی جعفری نے بھی اس کام میں میری ہر طرح معاونت فرمائی۔ ان کے احسانات کا صلہ کیونکر ادا کر سکتا ہوں۔

میرے بیٹے عزیزم محمد وقار الحق نے بھی ان خطوط کی ترتیب و تدوین میں اپنی بساط کے مطابق میرا ہاتھ بٹایا۔ جناب یعقوب ہاشمی بھی جن کا شمار ملک کے ممتاز اقبال شناسوں میں ہوتا ہے کتاب کی تدوین کے دوران میرے بہت کام آئے۔ خدا ان کو خوش رکھے۔ میں نے یہ مجموعہ گذشتہ سال طباعت کے لئے تیار کر لیا تھا اور عام حالات میں یہ جون ۱۹۸۲ء

میں شائع ہوسکتا تھا۔ اس دوران ایک ایسا ذاتی سانحہ مجھ پر گذرا جس سے اس کتاب کی اشاعت تعویق میں پڑگئی وہ تھا میری اہلیہ زبیدہ بیگم کا انتقال۔ مرحومہ اُردو کی ایک روشن دماغ اور معروف ادیبہ تھیں۔ میری شریکِ حال اور صلاح کار — بلاشبہ اس مجموعے کی تدوین میں ان کی ہمہ دم دلچسپی کو بھی بڑا دخل ہے اور وہ یوں کہ اولاً انہوں نے ہی مجھے اس کام پر اکسایا تھا۔

آخر میں میری دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس حقیر کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور ذکرِ اقبال کی توسیع۔ اشاعت اور تحقیق میں خاص اہمیت و حیثیت عطا کرے۔

۲۲ر جنوری ۱۹۸۳ء — محمد فرید الحق

تالپور روڈ۔ کراچی

دیباچہ

علامہ اقبالؒ کے شارحین کی مجبوری یہ ہے کہ ان کا معاملہ ایک ایسے مفکرؒ سے آپڑا ہے جو وقت کے سیل بلاخیز سے پریشان اور آزردہ ہونے کی بجائے اُسے اپنی مضبوط گرفت سے باہر نکلنے نہیں دیتا۔ اقبالؒ کی جملہ تحریروں میں حقیقت تک پہنچنے کے لیے معصومانہ تڑپ کا وفور موجزن نظر آتا ہے۔ بسا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ ہم اقبالؒ کی فکر کے ارتقائی سفر میں تضادات پاکر حیران و ششدر رہ جاتے ہیں لیکن جیسے ہی حیرانی حاوی ہونے لگتی ہے ہمیں کسی نہ کسی تحریر کے ذریعہ "حیرانی" کی گرہ کھلتی ہوئی نظر آنے لگتی ہے۔ مکاتیب اقبال شاعر اور مفکرؒ اقبال کی الجھنوں کی تہہ تک رسائی میں اس حد تک معاون ہوتے ہیں کہ اقبالیات کے دلدادگان کے لیئے غیر مطبوعہ خطوط کا ہر مجموعہ یا ان خطوط کے بارے میں ہر تحریر اقبال فہمی میں اضافہ کا سبب بنتی ہے۔

فرید الحق صاحب نے "اقبالؒ — جہانِ دیگر" میں بعض ایسے خطوط پیش کر دیئے ہیں جنہیں فکر اقبال کی تفہیم میں نمایاں اہمیت حاصل ہو سکے گی۔

فرید الحق صاحب پیشہ کے لحاظ سے وکیل ہیں، موتمر عالم اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل کے عہدہ پر طویل عرصہ تک فائز رہ چکے ہیں اور ملی سیاست کے نشیب و فراز کے چشم دید گواہ ہیں۔ مولانا راغب احسن مرحوم اور علامہ اقبالؒ کے مابین خصوصی رشتہ موانست تھا۔ بعینہ مولانا راغب احسن مرحوم اور فرید الحق صاحب بھی ایک دوسرے کے ساتھ اس درجہ شیر و شکر ہوئے کہ انہوں نے اپنے نام اکابر برِّصغیر کے جملہ خطوط فرید الحق صاحب کے حوالہ کرنے کی تاکید فرمائی۔ موجودہ مجموعۂ مکاتیب اسی رشتہ موانست کا ثمرہ ہے اور یہ بڑی مسرت کی بات ہے کہ اس مجموعہ مکاتیب کی اشاعت فکرِ اقبال کے بعض مفروضات کو قرار واقعی خدوخال عطا کر سکے گی۔

علامہ اقبالؒ نے اپنے درجنوں ہم عصروں کے نام خطوط تحریر کیئے جن میں قائد اعظمؒ، اکبر الہ آبادی، سید انور شاہ کشمیری، مولانا شیخ غلام قادر، مولانا گرامی، سید سلیمان ندوی، عبد الماجد دریا آبادی، خواجہ حسن نظامی، عبد الرحمٰن چغتائی، مس فارقوہرسن، پروفیسر عمر الدین، عطیہ بیگم، مہاراجہ کشن پرشاد، مولوی عبد الحق، صاحبزادہ آفتاب احمد خاں، میاں محمد شریف، جسٹس عبد الرشید، محمد دین فوق، رشید احمد صدیقی، سر راس مسعود، مولانا شوکت علی، خواجہ غلام السیدین، مسعود عالم ندوی، پروفیسر نکلسن، علامہ مصطفےٰ المراغی، چودھری نیاز علی، ذوقی، خان نیاز الدین، نذیر نیازی، شیخ عبد اللہ سراج الدین پال، اسلم جیراجپوری اور مولانا راغب احسن کے علاوہ متعدد دیگر حضرات کے نام آتے ہیں۔

"اقبالؒ — جہانِ دیگر" اس لحاظ سے اہم کتاب ہے کہ یہ اقبالؒ اور مولانا راغب احسن کے مابین ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۷ء تک کے عرصہ پر محیط خط و کتابت کے ایک بڑے حصّہ کا احاطہ کرتی ہے۔ علامہ اقبالؒ کے ساتھ جن دیگر حضرات کی مراسلت سامنے آچکی ہے ان میں خان نیاز الدین، مولانا گرامی، نذیر نیازی، عطیہ بیگم، قائد اعظم، سر کشن پرشاد اور مولانا گرامی کے نام مکتوبات نے بوجوہ اہمیت پائی۔

میری ناقص رائے میں علامہ اقبالؒ کے مکاتیب کے دس یا گیارہ مجموعے ترتیب دیئے جا چکے ہیں۔ "اقبالؒ — جہانِ دیگر" اس لحاظ سے اہم مجموعہ مکاتیب ہے کہ اقبالؒ نے راغب احسن مرحوم کے نام بعض کلیدی اہمیت کے مکاتیب تحریر کیئے جن سے علامہ اقبالؒ اور مولانا راغب احسن کے مابین قریبی تعلقات کی نوعیت ہویدا ہوتی ہے۔ اس مجموعۂ مکاتیب میں بعض ایسے خطوط بھی شامل ہیں جن سے مولانا راغب احسن پر غیر معمولی اعتماد کا اظہار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں بعض مسائل کے بارے میں علامہ اقبالؒ کی مبہم آراء زیادہ صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔ اس مجموعہ میں کچھ ایسے مکاتیب بھی شامل ہیں جو کافی چونکا دینے والی تحریریں سمجھی جائیں گی۔ علامہ اقبالؒ جیسے مفکر کی عظمت کا راز ہی یہ ہے کہ وہ بدلتے ہوئے حقائق سے بدکنے کی بجائے ان سے آنکھیں

چار کرتے ہیں اور اپنے فیصلوں پر نظر ثانی کرتے ہوئے نہیں جھجکتے۔ اگر دیکھا جائے تو یہی وہ کمال ہے جس نے علامہ اقبالؒ کے سیاسی فیصلوں کو بے پایاں اہمیت بخشی ہے۔

علامہ اقبالؒ اپنے بہت سے ہم عصروں کے برخلاف زیادہ واقعیت پسند ثابت ہوئے ہیں۔ وہ اپنے سابقہ خیالات کو محض اس سبب سے سینہ سے لگائے نہیں پھرتے کہ وہ گذرے ہوئے وقت کے ساتھ ثابت قدم رہنا چاہتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ مستقبل کے ساتھ زیادہ بہتر طور پر معاملت کی اہمیت کے پیش نظر صحیح سے صحیح تر کی سمت گامزن رہتے ہیں۔ وہ بیک وقت موضوعیت پسند اور نتائجیت پسند Pragmatist ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ دونوں اوصاف ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح چمٹے ہوئے ہیں کہ ایک وصف دوسرے وصف کا پردہ بن جاتا ہے۔ جب کوئی شخص علامہ اقبالؒ پر تضادات کے الزامات لگاتا ہے تو وہ علامہ اقبالؒ کے ارتقائی عمل اور اپنے فکری جمود میں یک گونہ مطابقت ڈھونڈنا چاہتا ہے۔ اگر معاملہ صرف یہیں تک محدود رہ سکتا تو کوئی مضائقہ نہ ہوتا لیکن بعض قارئین اپنے جمود یا فکری سانچوں سے علامہ اقبالؒ کی متحرک فکر پر بند باندھنا چاہتے ہیں۔ افراد کے ساتھ اس نوع کے مذاق نے تاریخ کے ساتھ بھی یہی سلوک روا رکھنے کے رجحان کو اس درجہ تقویت دی ہے کہ اب روز بروز علامہ اقبالؒ اور ان کے متعدد شارحین آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مثلاً علامہ اقبالؒ کا ایک خط مورخہ ۶ مارچ ۱۹۳۴ء قدرے سنسنی خیز ثابت ہوگا لیکن قائداعظمؒ کے نام علامہ اقبالؒ کے خطوط بہت سی الجھنوں کو صاف کر دیتے ہیں۔

اس مجموعہ میں شامل ہونے والے مکاتیب سے اندازہ لگایا جاسکے گا کہ علامہ اقبالؒ نے روزنامہ "اسٹار آف انڈیا" (کلکتہ) میں ایڈورڈ تھامسن کے تبصرہ کے بارے میں کس لئے وضاحت فرمائی تھی۔

"اقبالؒ — جہانِ دیگر" میں ۴۴ خطوط ہیں۔ جیسے ہی ہم اس مجموعہ میں شامل پہلے خط کا مطالعہ کرتے ہیں ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ اقبالؒ مولانا راغب احسن کے

بارے میں کس درجہ سنجیدہ ہیں اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس سنجیدگی میں بھی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

جیسا کہ ہم واقف ہیں کہ جناب راغب احسن ان پرستارانِ اقبال میں سے تھے، جنھوں نے "نیرنگِ خیال" کے اقبال نمبر (۱۹۳۲) میں اقبال اکاڈیمی کے قیام کی تجویز پیش کی تھی۔ ان کے خیال کے مطابق اس اکاڈیمی کی "اساسی وجہ زیست اقبال کے کام اور پیام کی تفسیر و تبلیغ اور اس کے آثار و اخبار کی جمع و ترتیب ہوگی اور مقصود عمومی اسلامی کلچر کی حفاظت و ارتقا ہوگا۔" انھوں نے سوال کیا تھا کہ "میں ملّت اسلامیہ سے جس میں اقبالؒ پیدا ہوا تھا یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس نے اپنے سرسید، قاسم، شبلی، اجمل، جوہر اور اقبال کے کام اور پیام کو نسل در نسل قائم رکھنے، ان کو مستقل تحریکات بنانے اور اس مطلب کے لئے منظم ادارت کی بنا ڈالنے میں کچھ کیا ہے؟ حالانکہ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک عالمگیر ملّت ہے۔ انسانیت کا مداوا اور دُنیا کی تقدیر ہے۔"

افسوس کہ آج مولانا راغب احسن مرحوم کی یاد دھندلا سی گئی ہے۔ بہت کم حضرات واقف ہیں کہ وہ اس دہائی کے تیسرے اور چوتھے عشرہ کے مُسلم برصغیر کے جوانوں کے محبوب رہنما تھے۔ وہ آل انڈیا مُسلم یوتھ لیگ (۱۹۳۱ء) کے بانی تھے۔ علاوہ ازیں وہ کلکتہ مسلم لیگ کے بانی ہونے کے علاوہ کل ہند جمیعت علماء اسلام (۱۹۴۵ء) کے بانی بھی تھے اور اپنی بے ریا اور مخلص خدمات کے سبب ہندوستان کی پارلیمنٹ کے ممبر بھی رہے۔ انہیں نہ صرف علامہ اقبالؒ کا اعتماد حاصل تھا بلکہ وہ قائدِ اعظم کے اعتماد پر بھی پورے اترے تھے۔ قائد اعظم نے ایک موقع پر فرمایا تھا! "لاکھوں لوگ ہیں جو میرے لیے سرگرمی سے کام کرتے ہیں لیکن ہندوستان کے طول و عرض میں مسلم لیگیوں میں صرف ایک راغب احسن ہیں جو اسلام اور پاکستان کے لئے اصول کی محبت میں مجھ پر بیباکی کے ساتھ تنقید کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ وہ تحریک پاکستان کے زندہ ضمیر ہیں۔ مجھے راغب احسن پر فخر ہے۔" (دہلی ۱۵ رجون ۱۹۴۶ء)

افسوس کہ جب مولانا راغب احسن نے سات سال قبل، کراچی میں وفات پائی تو انھیں ایک بھولے بسرے زمانہ کی یادگار بھی نہ سمجھا جا سکا۔

حسرت موہانی اور راغب احسن جیسے بااصول سیاستداں اب صرف مثالوں کے کام آتے ہیں اور بس۔ اگر مولانا راغب احسن مرحوم کے ساتھ سرد مہری کے سلوک سے کوئی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے تو وہ صرف یہ کہ اب قومی خدمات کا اعتراف بھی دولت و حشمت کی بنیاد پر مضبوط تعلقاتِ عامہ کا رہین منت ہو کر رہ گیا ہے۔ افسوس کہ راغب احسن مرحوم کی موت ٹریفک حادثات میں مرنے والے گمنام شہریوں کی موت بن کر رہ گئی۔ فرید الحق صاحب قابلِ ستائش ہیں کہ انہوں نے مولانا راغب احسن مرحوم کے لئے روا رکھی جانے والی سرد مہری کا اس طرح مذاق اڑانے کی ٹھانی کہ راغب احسن مرحوم کے نام علامہ اقبالؒ کے گرانقدر خطوط کی یکجائی کا بیڑا اٹھایا۔ ہرچند کہ مولانا راغب احسن مرحوم کے نام علامہ اقبالؒ کے خطوط کے بارے میں یہ کہنا مشکل ہے کہ بس معاملہ ختم ہوا لیکن پھر بھی جو کچھ ہمارے مطالعہ میں آ رہا ہے وہ بسا غنیمت ہے۔ کاش اس نوع کے مزید خطوط منظر عام پر آئیں اور ایک دور کی خالصۃً نجی (پرائیویٹ) مراسلت، اعلیٰ تر قومی مفادات میں، سب پر عیاں ہو جائے۔ کاش یہ خطوط مولانا راغب احسن کی زندگی ہی میں شائع ہو جاتے لیکن مولانا، اس درجہ بے لوث اور خوددار تھے کہ وہ ان خطوط کی اشاعت سے درگذر کرتے رہے۔

بہرحال مولانا راغب احسن کے خطوط ہمارے سامنے ہیں اور یہ توقع کی جانی چاہیئے کہ ان خطوط کی مدد سے نہ صرف اقبال شناسی میں اضافہ ہوگا بلکہ اس کتاب کی طباعت کے بعد راغب احسن شناسی کی ابتدا ہوگی۔

یہ خطوط علامہ اقبالؒ کی زندگی کے اہم دور سے متعلق ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں سنہ ۱۹۲۷ء برصغیر میں سائمن کمیشن کی آمد، سنہ ۱۹۲۸ء نہرو رپورٹ، سنہ ۱۹۳۰ء اور سنہ ۱۹۳۱ء کی گول میز کانفرنسیں، سنہ ۱۹۳۱ء آل پارٹیز مسلم کانفرنس اور ۱۹۳۲ء تیسری گول میز کانفرنس (اور جاوید نامہ کی اشاعت) کے سال ہیں۔ علامہ اقبالؒ ۱۹۳۳ء میں فرانس،

ہسپانیہ اور افغانستان کے دَورے پر تشریف لے گئے تھے۔ ۱۹۳۴ء کے اوائل (جنوری) سے علامہ اقبالؒ کی طویل علالت کا آغاز ہوتا ہے۔ ۱۹۳۵ء میں بالِ جبریل کی اشاعت عمل میں آئی۔ علامہ ۱۹۳۶ء میں برقی علاج کے لیئے بھوپال تشریف لے جاتے ہیں۔ ۱۹۳۵ء برصغیر کے لیئے نئے آئین کی منظوری کا سال بھی ہے۔ انہوں نے قائدِاعظم کے نام ایک مکتوب میں مسلم برصغیر کے سیاسی مستقبل کے بارے میں ایک لائحہ عمل بھی پیش کیا۔

علامہ اقبال کے لیئے ۱۹۳۸ء آخری سال ثابت ہوا۔ مجھے توقع ہے کہ قارئین علامہ اقبالؒ کے بارے میں ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۸ء تک کے عرصہ کے بارے میں مندرجہ بالا چند معلومات کو اپنے ذہنوں میں تازہ کریں گے۔ آخر ان خطوط سے بہرہ ور ہونے کا حق اس نسل کو بھی حاصل ہے جس کے لیئے یہ معلومات کسی حد تک مفید ہو سکتی ہیں۔

مجھے احساس ہے کہ یہ معلومات ناکافی ہیں لیکن یہ معلومات ایک ایسا ڈھانچہ فراہم کرتی ہیں جس کی مدد سے ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۷ء کے عرصہ پر محیط خطوط میں مرقوم بعض نکات واضح ہو جاتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ اس عرصہ میں سیاسی نوعیت کے سوالات کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس سے ۱۹۳۵ء تک کے "آئینِ نو" کے زمانہ کے پس منظر میں اس نوع کے سوالات خود بخود اہم ہو جاتے ہیں یہ علامہ اقبالؒ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کے خط میں کیا خوب لکھتے ہیں:

"دنیا اس وقت ایک نئی تشکیل کی محتاج ہے۔ جمہوریت فنا ہو رہی ہے
سرمایہ داری کے خلاف ایک جہادِ عظیم ہو رہا ہے۔ تہذیب و تمدن بھی
ایک کشمکش میں مبتلا ہے۔ ان حالات میں آپ کے خیال میں دنیا کی
جدید تشکیل میں اسلام کیا مدد کر سکتا ہے۔ اس مبحث پر اپنے خیالات مفصل لکھیئے گا"

مسلمانوں کے مابین سیاسی اختلافات کے بارے میں ایک مراسلہ (۹ اگست ۱۹۳۴ء) میں لکھتے ہیں:

"میں خود ان سیاسی مسلمانوں کے ہاتھ سے نالاں ہوں۔ اس واسطے
نہیں کہ ہر موقع پر انہوں نے میری مخالفت کی ہے بلکہ اس واسطے
کہ اس کیریکٹر اور شہرت کے لوگ مسلمانوں میں کیوں پیدا ہوئے؟"...

علامہ اقبالؒ اسلام میں ملکیت کے مضمون کی بابت ۱۱ ستمبر ۱۹۳۴ء کے مراسلہ میں رقم طراز ہیں:

"اسلام کے نزدیک ملکیت صرف اللہ کی ہے۔ مسلمان صرف
اس چیز کا امین ہے جو اس کے سپرد کی گئی ہے۔ میری رائے میں اگر
کوئی مسلمان اپنی پرائیویٹ زمین وغیرہ کا غلط استعمال کرے تو
حاکمیت اسلامیہ کا حق ہے کہ وہ اس سے باز پرس کرے۔ اسلام کے
معاشی نظام کی طرف کسی نے (شاید سوائے شاہ ولی اللہ کے) توجہ
نہیں کی۔ اب اس زمانہ میں معاشرتی نظام اسلام کی تفصیلات کی
ضرورت ہے کیونکہ لوگ موجودہ زمانے کے اقتصادی سوالات کی
وجہ سے عقائد مابعد الطبیعات میں دلچسپی نہیں لیتے۔ بحیثیت
مذہب کے اسلام کی کامیابی کا دارومدار اس پر ہے کہ اس کے
معاشرتی نظام کی افضلیت زمانہ حال کے نظاموں پر ثابت
کی جائے۔ یوروپ اور اسلام کی رقابت ہمیشہ رہی ہے۔ مگر
اس سے پہلے اس کا انتہائی نقطہ حروب جلیبہ تھا۔ اب یوروپ
اور اسلام کی جنگ تلواروں کی نہیں بلکہ معاشرت کے تقاضوں کی ہوگی۔"

اس مجموعے میں ایک تاریخی خط بھی شامل ہے جس میں علامہ اقبالؒ نے "پاکستان اسکیم" کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اس مراسلہ میں چودھری رحمت علی کی "پاکستان اسکیم" سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ علامہ اقبالؒ ایک طرف ۱۹۳۰ء کے تاریخی خطبہ الہ آباد کی وجہ سے یاد کئے جاتے ہیں، اور دوسری طرف قائد اعظم کے نام ۱۹۳۷ء کے اہم تاریخی مراسلہ کے لئے بھی۔ لیکن علامہ اقبالؒ ۱۹۳۴ء میں مولانا راغب احسن کے نام اپنے تاریخی مراسلہ میں ایک مختلف موقف اختیار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بہر حال تاریخ کے طلباء کے لئے حقائق "مقدس" ہونے چاہئیں تاہم حقائق کی تاویل آزادانہ طور پر کی جانی چاہیئے۔

علامہ اقبالؒ کے لئے ہمارے دلوں میں موجزن احترام کا تقاضا ہے کہ ہم ان کے ذہنی ارتقاء کا مکمل طور پر ساتھ دیں۔ نامکمل دائروں کی تخلیقی طور پر تکمیل اپنی جگہ بجا مشغلہ ہے۔۔ گشتالسٹ نفسیات کا بنیادی مسئلہ یہی ہے۔ لیکن معروضی تاریخی مطالعہ ہمارے

تعصبات اور خواہشات کے لیئے گنجائشیں نکالنے کے خلاف ہے۔ اقبالؒ کی عظمت کا تقاضا ہے کہ ہم ان کی فکر کے ارتقائی عمل کے ساتھ انصاف کریں۔ علامہ اقبالؒ بہر صورت ایک عظیم مفکر ہیں۔ لیکن وہ بھی ایک انسان تھے۔ سیدھی اور منحنی سطریں کھینچ سکتے تھے۔ ان کی بڑائی کا اصل سبب بھی یہی ہے کہ انھوں نے واقعۃً ایک ایسا موکہ سر کیا کہ ڈاکٹر علی شریعتی مرحوم نے انھیں اسلامی دنیا کا عظیم ترین فلسفی قرار دیا۔ ڈاکٹر شریعتی کی تصنیف "ما و اقبال"۔ فکر اقبال اور ایرانی انقلاب کے باہمی کوششوں کی کلیدی کتاب ہے۔ اقبال زندہ ہیں اور وہ زندہ رہیں گے۔ "اقبالؒ ۔ جہانِ دیگر" بھی ایک زندہ کتاب ثابت ہوگی۔ کم از کم اس وجہ سے بھی کہ اس کتاب میں ایک ایسا مراسلہ موجود ہے جو اقبال فہمی کو صحیح خطوط پر استوار کرنے میں معاون ثابت ہوگا۔

کیا عجب کہ جب قائد اعظمؒ نے مکاتیبِ اقبال (۱۹۴۲ء) کے پیش لفظ میں یہ لہجہ اختیار کیا ہو تو اس کے پس پشت کچھ ضروری تاریخی وجوہات کارفرما ہوں۔ قائد اعظمؒ لکھتے ہیں: "مسلم لیگ کی یہ بڑی کامیابی تھی کہ اس کی رہنمائی (مسلمانوں کے) اکثریت و اقلیت دونوں طرح کے صوبوں نے بالآخر قبول کی۔ اس کام کی انجام دہی میں سر محمد اقبال کا بہت نمایاں حصّہ تھا۔ اگر اس وقت یہ بات عام طور پر لوگوں کو معلوم نہیں تھی . . . . . " کیا قائد اعظمؒ نے اس تحریر میں ایک اہم بات کہی ہے؟ جی ہاں۔

مجھے یقین ہے کہ فرید الحق صاحب کی پُرخلوص کاوش اقبالیات میں اہم اضافہ تصوّر کی جائے گی۔ یہ مجموعۂ مکاتیب ایک تاریخی دستاویز ہے — "جہانِ دیگر" کا عنوان، غالباً، اسی ایقان کا پروردہ ہے۔

محمد علی صدیقی

۱۸ر اپریل ۱۹۸۲ء

تعارف

غالبؔ اور اقبالؔ اردو زبان کے دو ایسے منفرد، ممتاز اور مفکر شاعر ہیں۔ جن کی شخصیت، شاعری اور شکوہ وشان کے تہ در تہ، پرت در پرت اور جلوہ در جلوہ گوشے اور شیشے یکے بعد دیگرے نمایاں اور فروزاں ہوتے چلے جاتے ہیں۔ غالبؔ سیاسی شخصیت کے حامل نہ تھے۔ وہ شاعر تھے اور الف سے ی تک شاعر تھے۔ لیکن ان کی شاعری اس قدر صدرنگ اور ان کی شخصیت اس درجہ صد آہنگ ہے کہ پچھلے ایک سو چودہ[۱۱۴] سال میں (ان کی وفات کو اتنی ہی مدت گذر چکی ہے) غالبیات پر کم و بیش (شاعرانہ مبالغہ آرائی کے طور پر) ایک ہزار ایک سو چودہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اقبال کو ہم سے بچھڑے ہوئے زیادہ مدت نہیں گذری۔ ابھی بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں مجلسِ اقبال میں حاضری کی سعادت حاصل رہی ہے۔ غالبؔ کی سماجی زندگی کے بہت سے گوشے ابھی توجہ طلب ہیں۔ اسی طرح اقبال کی سماجی اور نظریاتی زندگی کی گرہیں آہستہ آہستہ کھل رہی ہیں۔ اقبال کی فکر مسلسل ترقی پذیر رہی ہے۔ ایک زمانے میں ان کا نعرہ تھا کہ :

ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

چند سال کے بعد ان پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ

مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

ہندوستاں سے : سارے جہاں : تک سفر کرتے ہوئے اقبال مختلف منزلوں سے گذرے ہیں۔ ایک زمانے میں وہ سختی کے ساتھ تصوف کے مخالف تھے۔ لیکن آخر میں وہ خود وحدت الوجود کے نظریے پر ایمان لے آئے۔

اس کتاب میں علامہ اقبال کے وہ نادر خطوط پیش کئے جا رہے ہیں جو انہوں نے مولانا راغب احسن مرحوم کے نام لکھے تھے۔ ان خطوط کا مطالعہ اقبال کی شخصیت کے ایک بعید اور نادر پہلو کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اقبال نے مسلم لیگ کے الٰہ آباد کے اجلاس میں متحدہ بنگال میں ایک مسلم صوبے کے قیام کا جو نظریہ پیش کیا تھا اس کے بہت سے رخ ہنوز نظروں سے اوجھل ہیں۔ ان خطوط کے مطالعے سے وہ اوجھل رخ واضح ہو جاتے ہیں۔ کتاب کے مولف ہیں جناب محمد فرید الحق ایڈوکیٹ ! فرید الحق صاحب کی تحویل میں مسلم ہند کی تاریخ کے بہت سے نوادر جمع ہیں۔ اقبال کے خطوط مولانا اشرف علی تھانوی اور حضرت

انور شاہ کشمیری کے نام - ہز ہائینس آغا خان کے خطوط - قائد اعظم کے خطوط - چودھری رحمت علی کے خطوط - مشرقی پاکستان کے آخری گورنر ڈاکٹر مالک کی ڈائری وغیرہ وغیرہ - جناب محمد فرید الحق کا اصل وطن کیرانہ ضلع مظفر نگر (یوپی) ہے - مگر ان کی پیدائش لاہور میں ہوئی - جناب فرید الحق کے والد بزرگوار ڈاکٹر قمر الحق تھے - جن کا تعلق حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے خاندان سے تھا - یہ خاندان ہمیشہ سے مسلم ہند کی علمی، دینی اور قومی سرگرمیوں میں شریک عمل رہا ہے - ڈاکٹر قمر الحق بسلسلہ ملازمت کافی عرصہ تک دہلی میں مقیم رہے - ان کے مراسم مولانا حسرت موہانی، مولانا راغب احسن، جناب عبدالرحمن صدیقی، مولانا آزاد سبحانی، مفتی کفایت اللہ، مولانا شبیر احمد عثمانی، آصف علی بیرسٹر، ڈاکٹر سیف الدین کچلو، سر فیروز خاں نون، خواجہ حسن نظامی اور برکوچک کے دوسرے مسلم مشاہیر سے بہت گہرے، دیرینہ اور خصوصی تھے - جناب محمد فرید الحق نے خاندان کے دستور کے مطابق مکتب کی تعلیم حاصل کر کے گورنمنٹ ہائی اسکول پنڈی گھیب (اٹک پنجاب) سے میٹرک کیا اور پھر ہیلی کالج آف کامرس اور پنجاب یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیمی اسناد حاصل کیں - خوش نصیبی سے ان کی اہلیہ بھی انہیں کی طرح علم دوست اور ادب نواز تھیں - زبیدہ بیگم مرحومہ (جو ۲۳ جون ۱۹۸۲ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئیں) کی متعدد کتابیں شائع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہیں - مرحومہ کا روحانی اور خاندانی تعلق مشہور محدث علامہ انور شاہ کشمیری سے تھا - اس طرح ان میاں بیوی میں غیر منقسم ہندوستان کے دو علمی خاندانوں کی دینی بصیرت یکجا ہو گئی - مرحومہ کی یادگار صرف ایک لڑکا محمد وقار الحق ہے - جناب محمد فرید الحق ۱۹۶۴ء میں موتمر عالم اسلامی سے وابستہ ہوئے اور ۱۹۸۰ء تک موتمر عالم اسلامی کی پاکستانی شاخ کے سیکرٹری جنرل کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیتے رہے - اس زمانے میں برابر کچھ نہ کچھ لکھتے رہے - اور انہوں نے عالم اسلام کے بہت سے مسائل پر سیر حاصل مضامین، مقالات اور کتابیں لکھیں - ۱۹۷۵ء میں محمد فرید الحق موتمر کی مسلم اقلیت کمیٹی کے سیکرٹری اور ممبر مقرر ہوئے - اسلامی ممالک کے وزراء خارجہ کی چھٹی کانفرنس (جو جدہ میں منعقد ہوئی تھی) اس کمیٹی کی ابتدائی رپورٹ ۱۹۷۶ء میں اور مکمل رپورٹ ۱۹۷۷ء میں پیش کی گئی - عالم اسلام کے تمام مشاہیر و زعماء سے ان کے ذاتی تعلقات رہے ہیں - محمد فرید الحق نے اپنی ذی علم اہلیہ سے مفارقت کے بعد اپنے کو علمی، ادبی اور قومی سرگرمیوں کے لیئے وقف کر دیا ہے اور یہ کتاب اسی سلسلہ علمی کی پہلی کڑی ہے - امید ہے کہ یکے بعد دیگرے جناب محمد فرید الحق ایڈوکیٹ کے ذخیرۂ نوادر سے وہ تاریخی تحفے برآمد ہوتے رہیں گے - جن سے مسلم ہند کی تاریخ کے نئے نئے گوشے بے نقاب ہوں گے -

یکم مئی ۱۹۸۳ء　　　رئیس امروہوی

اُردو خطوط

DR. SIR MUHAMMAD IQBAL,
M. L. C.
BARRISTER-AT-LAW.

لاہور ۲۹ ستمبر ۳۱ء

محترمہ انوری بیگم صاحبہ — السلام علیکم

نوازش نامہ مل گیا ہے — آپ کے خیالات پاکیزہ اور بلند ہیں

اخبار انقلاب لاہور کے ایڈیٹر سے اور نیز میاں سر محمد شفیع اور نواب سر ذوالفقار علی

سے بھی اس کا ذکر کیا ہے — ایک دو روز کے بعد اخبار میں اعلان شائع ہو گا

مخلص محمد اقبال ۔ لاہور

لاہور - ۲۱ ر دسمبر ۲۹ء

محترمہ انوری بیگم صاحبہ

السّلامُ علیکم

نوازش نامہ مل گیا ہے - آپ کے خیالات پاکیزہ اور بلند ہیں - اخبار انقلاب لاہور کے ایڈیٹر سے اور نیز میاں سر محمد شفیع اور نواب سر ذوالفقار علی خان سے میں نے اُن کا ذکر کیا ہے - ایک دو روز کے بعد اخبار میں ان کی اشاعت ہو گی فقط

مخلص محمدؐ اقبال - لاہور

لاہور
۲۵ جنوری سنہ ۱۹۳۴ء

ڈیر راغب صاحب

آپ کے جملہ خطوط مل گئے ہیں۔ لاہور کے مسلمانوں کا ایک بہت بڑا جلسہ کل شام یعنی سوموار کی شام کو ہونے والا ہے۔ افسوس کہ میں علالت کی وجہ سے جلسہ میں حاضر نہیں ہو سکوں گا۔ مگر میری طرف سے ایک بیان اس جلسہ میں پڑھا جائے گا جس کی ایک نقل آپ کی خدمت میں مرسل ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اپنے اخبار میں اس بیان کو شائع کر سکتے ہیں۔ لندن کے بعض اخبار والوں کو بھی میں نے پرائیویٹ خطوط اس غلط فہمی کے متعلق لکھے ہیں۔ والسلام

امید ہے آپ کا مزاج بخیر ہوگا

محمد اقبال

لاہور

۲۵ر جولائی ۱۹۲۷ء

ڈیر راغب صاحب

آپ کے جملہ خطوط مل گئے ہیں - لاہور کے مسلمانوں کا ایک بہت بڑا جلسہ کل شام یعنی سوموار کی شام کو ہونے والا ہے - افسوس کہ میں علالت کی وجہ سے جلسہ میں حاضر نہیں ہو سکوں گا - مگر میری طرف سے ایک بیان اس جلسہ میں پڑھا جائے گا جس کی ایک نقل آپ کی خدمت میں مرسل ہے - اگر آپ چاہیں تو اپنے اخبار میں اس بیان کو شائع کر سکتے ہیں - لندن کے بعض اکابر کو بھی میں نے پرائیویٹ خطوط مسئلہ فلسطین کے متعلق لکھے ہیں - والسلام

امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا -

محمد اقبال

ڈیر راغب صاحب السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا ہے ۔ کونسی دقت آپ کو پیش ہے

بظاہر آپ نے جو لکھا ہے بھکشو ناگسین [illegible] Melinda [illegible] صحیح

کہا ہے تناسخ ہے [illegible] منتقل [illegible] کسقدر [illegible] ہے مگر بات

ٹھیک ہے تناسخ اور [illegible] تناسخ کا قانون [illegible] تھا

تناسخ اور چیز ہے تناسخ اور [illegible] اور چیز ہے لفظ تناسخ کے [illegible] منقول [illegible] تعلق

لکھا ہے بدھ مذہب کے متعلق اگر تحقیق کرنا ہو تو [illegible] مندرجہ ذیل

کتاب [illegible]

Questions of Melinda
(Sacred books of the East series)

[illegible] جو کچھ دیکھا [illegible]

اور [illegible] جو کچھ [illegible] زیادہ

[illegible]

محمد اقبال ۔ بھوپال ۔ ریاض منزل

[illegible] ٣٥

ڈیر راغب صاحب۔

السلامُ علیکم

آپ کا خط مل گیا ہے۔ کھانسی کی شکایت اب نہیں ہے۔ طبی معائنہ ہو چکا ہے۔ بجلی یعنی Ultra Violet Rays کے ذریعہ علاج کل سے شروع ہے۔ چند روز تک معلوم ہوگا کہ کس قدر فائدہ اس سے ہوتا ہے۔

گوتم بدھ تناسخِ ارواح کا قائل نہ تھا، ہاں تناسخ کا قائل ضرور تھا۔ تناسخ اور چیز ہے، تناسخِ ارواح اور چیز ہے۔ لفظ تناسخ میں نے وسیع معنوں میں استعمال کیا ہے۔ روحِ مجرد کے متعلق اس کی تعلیم کیا تھی؟ اس کے لیے مندرجہ ذیل کتاب پڑھیے۔

Questions of Melinda

(Sacred Books of the East Series)

آپ کے دوست ظفر محمد صاحب نے جو کچھ دیکھا وہ قلبی لطائف ہیں اور اس بات کا ثبوت کہ حضرت انسان جو کچھ نظر آتے ہیں اس سے بہت زیادہ ہیں۔

محمد اقبال

بھوپال، ریاض منزل

۶؍ فروری ۱۹۳۵ء

بھوپال ۱۲ اپریل ۳۵ء

ڈیر [illegible] ۔ السلام علیکم

[illegible] والا نامہ ملا ۔ الحمد للہ کہ آپ خیریت سے ہیں [illegible]
محض خدا کا شکر ہے تحریک کی جائے لیکن ملک ہر طرف اقتصادی بدحالی [illegible]
دراز ہو رہا ہے ۔ بہر حال یہ سید مسعود کی اللہ تعالیٰ کرانا ہے [illegible]
کروں گا شاید کوئی صورت پیدا ہو جائے ۔ مگر [illegible] کوئی [illegible]
[illegible] ہے ۔ لیکن [illegible] خط لکھا ہے [illegible]
حتی الامکان کوشش کروں گا ۔ [illegible] جو حالات معلوم ہوتے [illegible]
[illegible] مسٹر جناح نے [illegible]
[illegible] مسلمان [illegible]
[illegible] ہو چکا ہے [illegible] ہو چکا ہے ۔ والسلام

امید ہے آپ کا مزاج بخیر ہوگا ۔

محمد اقبال بھوپال

بھوپال ۱۲؍ فروری ۳۶ء

ڈیر مولانا -

السلام علیکم

آپ کا والا نامہ مل گیا ہے - الحمد للہ کہ آپ خیریت سے ہیں - راغب احسن کی مجھے خود فکر ہے - مگر کیا کیا جائے آج کل ہر طرف اقتصادی بدحالی کی داستان دہرائی جا رہی ہے - بہر حال میں سید راس مسعود کو آپ کا خط دکھا کر ان سے ذکر کروں گا - شاید کوئی صورت یہاں پیدا ہو جائے - گو مجھے اس کی کوئی زیادہ امید نہیں ہے - آج راغب صاحب کا خط بھی آیا ہے اُن سے بھی کہہ دیجیے کہ میں حتی الامکان کوشش کروں گا - راغب صاحب کے خط سے جو حالات معلوم ہوئے بہت قابل تشویش ہیں - مسٹر جناح نے اپنی قابلیت کا خوب مظاہرہ کیا ہے - مجھے یقین ہے کہ وہ عام مسلمانوں کی پالیسی کے خلاف ایک قدم بھی نہ اٹھائیں گے - میری اُن سے مفصل گفتگو ہو چکی ہے - اور انتخابِ جداگانہ و مشترکہ پر بھی گفتگو ہو چکی ہے فقط امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا -

محمد اقبال

بھوپال

لاہور ۱۰ جولائی ۳۵ء

ڈیئر راغب صاحب - آپ کے دونوں خطوط مل گئے ہیں
پڑھ کر خوشی ہوئی - ان کا انتظار رہا لیکن یہ

میں ۱۵ جولائی کو بھوپال جانے کا قصد رکھتا ہوں وہاں غالباً
ڈیڑھ ماہ قیام رہے گا جاوید کو ساتھ لے جاؤں گا

جو دقت ہوتا ہے خدا تعالیٰ آپ کے لئے کوئی اور صورت پیدا کر دے
جس سے آپ کے قلب کو اطمینان ہو جائے - ملازمت کی صورت اب پیدا نہیں ہو
سکتی بعض لوگوں نے اس کو آلۂ کار بنا رکھا تھا اور اپنا مطلب نکال
چکے اب اگر ضرورت ان کے آگے باقی نہیں ہے اگر دوبارہ ان کی
ضرورت ہوئی تو مشکل ہے عام پالیسی نہ ہوگی - جن لوگوں کا
ذلیل سے ذلیل فعل سیاست ہے جو ان کو مرغوب ہو کیونکہ نفع اس کا ہے
میرا مذہب سوائے اسلام کے اور کچھ نہیں اگر سیاست اسلام کا خادم ہو
تو جیسی [illegible] ہوں ورنہ محض الحاد ہے - زیادہ کیا عرض کروں

مرض میں تخفیف [illegible] آنکھوں [illegible] تخفیف [illegible] - والسلام

محمد اقبال

لاہور ۶؍جولائی ۳۰ء

ڈیر راغب صاحب۔

آپ کے دونوں خطوط مل گئے ہیں۔ بچے راضی خوشی ہیں۔ ان کے استفسارِ حال کا شکریہ۔

میں ۱۵؍جولائی کو بھوپال جانے کا قصد رکھتا ہوں۔ وہاں بغرض علاج ڈیڑھ ماہ قیام رہے گا۔ جاوید کو ساتھ لے جاؤں گا۔

میں دست بدعا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کے لیئے کوئی اچھی صورت پیدا کر دے جس سے آپ کے قلب کو اطمینان ہو جائے۔ کانفرنس کی حالت اب سُدھر نہیں سکتی۔ بعض لوگوں نے اس کو آلہ کار بنایا تھا وہ اپنا مطلب نکال چکے اب اس کی ضرورت اُن کے لیے باقی نہیں رہی۔ اگر دوبارہ اُن کو ضرورت ہوئی تو مشکل سے کامیابی اُن کو ہو گی۔ جن لوگوں کا دین و مذہب محض سیاست ہو اُن کو میرا مضمون کیونکر پسند آسکتا ہے میرا مذہب سوائے اسلام کے اور کچھ نہیں اور اگر سیاست اسلام کی خادم نہ ہو تو میری نگاہوں میں محض الحاد ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں۔

مولوی شفیع داؤدی صاحب کی خدمت میں سلام کہیے گا فقط

محمد اقبال

۲۸ مئی ۱۹۳۷ع

جناب راغب صاحب السلام علیکم

آپ کا خط مع میثاق ابھی ملا ہے۔

آپ کی تحریک مبارک ہے۔ مجھے امید ہے کہ عالمگیر ہو جائے۔ انگریزی ترجمے میں احتیاط کرنی ضروری ہے۔ اس وقت تک انتظار کیجئے کہ جب تک انگریزی خوان آپ کی تحریک کا مطالعہ کرنے والے انگلستان سے ہندوستان آئیں۔ فی الحال اس کا ترجمہ جدید فارسی، عربی، ترکی اور پشتو میں کرائیے اور ممکن ہو تو ایرانی زبان میں بھی۔ ہر ایک جزو محمد صاحب ممالک اسلامیہ میں آپ میثاق و قواعد وغیرہ کو شائع کرائیے تاکہ ان ممالک میں اس کی تحریک شروع ہو جائے۔ غالباً آپ کی تقلید وہاں بھی ہو گی یا ممکن ہے ان ممالک میں یہ تحریک کوئی اور صورت اختیار کر لے۔

مدت ہوئی میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک سیاہ پوش فوج عربی گھوڑوں پر سوار ہے۔ مجھے تفہیم ہوا تھا کہ یہ ملائکہ ہیں۔ میرے نزدیک اس کی تعبیر یہ ہے کہ ممالک اسلامیہ میں کوئی جدید تحریک پیدا ہونے والی ہے۔ عربی گھوڑے سے مراد روح اسلام ہے۔ کیا عجب کہ یہی تحریک ہو جس کا آغاز آپ نے کیا ہے۔ اس امر میں احمد ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ کو خود کرنا اور ان کو اسی تحریک کے مقاصد کا الغرض انتہا ہو گا مگر اس کا وقت ابھی نہیں آیا۔

قومی سرمایے کی سخت ضرورت — افسوس مسلمانوں کا اور آپ کا حال خراب ہے

مخلص محمد اقبال لاہور

۲۸ ؍ مئی ۱۹۳۱ء

جناب راغب صاحب۔

السلام علیکم

آپ کا خط مع میثاق ابھی ملا ہے۔
آپ کی تحریک مبارک ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ عالم گیر ہو جائے۔ انگریزی ترجمہ کی فی الحال کوئی ضرورت نہیں۔ اس وقت تک انتظار کیجئے کہ جب کہ انگریز خود آپ کی تحریک کا مطالعہ کرنے کے لئے انگلستان سے ہندوستان آئے۔ فی الحال اس کا ترجمہ جدید فارسی، عربی، ترکی اور پشتو میں کرائیے اور ممکن ہو تو اہل زبان سے۔ پھر ایک خبر کی صورت میں ممالکِ اسلامیہ میں اس میثاق و قواعد و مقاصد وغیرہ کو شائع کرائیے تاکہ ان ممالک میں اس کی تخم ریزی ہو جائے۔ غالباً آپ کی تقلید وہاں بھی ہو گی یا ممکن ہے ان ممالک میں یہ تحریک کوئی اور صورت اختیار کرے۔
مدت ہوئی میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک سیاہ پوش فوج عربی گھوڑوں پر سوار ہے۔ مجھے تفہیم ہوئی کہ یہ ملائکہ ہیں۔ میرے نزدیک اس کی تعبیر یہ ہے کہ ممالکِ اسلامیہ میں کوئی جدید تحریک پیدا ہونے والی ہے۔ عربی گھوڑے سے مراد روحِ اسلاف ہے۔ کیا عجب کہ وہ یہی تحریک ہو جس کا آغاز آپ نے کیا ہے۔ ابھی اور بھی امور ہیں جن پہ آپ کو غور کرنا ہو گا اور ان کو اپنی تحریک کے مقاصد کے اجزا بنانا ہو گا۔ مگر ان کا وقت ابھی نہیں آیا۔
قومی سرمایہ کی سخت ضرورت۔ افسوس مسلمان اُمرا پہ حبِ مال غالب ہے۔

مخلص محمد اقبال ـــ لاہور

DR. SIR MUHAMMAD IQBAL. **LAHORE.**

BARRISTER-AT-LAW. 193

لاہور ۲۰ اکتوبر ۳۶ء

ڈیر راغب احسن ۔ السلام علیکم

[illegible]

لاہور ۴ر اکتوبر ۳۲ء

ڈیر راغب احسن السلام علیکم

آپ کا خط مجھے ابھی ملا ہے۔ میں آج رات الور وفد کے سلسلہ میں شملہ جا رہا ہوں۔ داؤدی صاحب سے وہیں ملاقات ہوگی۔ آپ کا خط بھی ساتھ لے جاتا ہوں۔ غالباً ۷ر کی صبح لاہور واپس آجاؤں گا۔ آپ کا اور عثمان صاحب کا معاملہ روحِ نبویؐ کے تصرف کا نتیجہ ہے۔ یہ تصرف ابھی اور عام ہوگا انشاء اللہ۔

دلوں میں کچھ حرارت سی مجھے معلوم ہوتی ہے

کوئی پھر لیئے شاید وعدہ دیدار عام آیا

مجھے یقین ہے کہ آئندہ نسل بہت جلد اپنے فرائض کو سمجھ جائے گی۔ اگرچہ ہم لوگوں نے اس نئی پود کو اپنے فرائض سمجھنے کے لیئے تیار نہیں کیا۔

جو مقالہ میں نے لکھا ہے وہ سوسائٹی کی روئداد کی کتاب میں شائع ہوگا۔ میں ان سے کہوں گا کہ اس کے Off Prints چند آف پرنٹ مہیا کریں۔ یوسف علی صاحب کے مقالے کا مجھے علم نہیں۔ میں اس یقین میں آپ کا ہم نوا ہوں کہ اس وقت بنی نوع انسان کی سب سے بڑی خدمت احیائے اسلام ہے اس لیئے کہ اسلام کی نعمت سے خود مسلمان محروم ہے۔ جمہوریت اور سوشلزم کا کوئی نہ کوئی شکل اختیار کرنا ہندوازم کے لیئے موت ہے۔ اسلام کے لیئے یہی چیز اس کی حیات ثانیہ کا سامان ہے۔ کے حالات اور مقتضیات خود بخود اسلام کی حقیقی اساس کو نمایاں کرتے جائیں گے۔ اسلام کی خدمت خود فطرت کا کارنامہ ہوگی نہ مسلمانوں کا۔

سیاسیات سے علیحدگی تیسری گول میز کانفرنس کے بعد ہی ہوگی اس سے پہلے نہیں۔ اگر اس دفعہ گیا تو شاید بعض ممالک اسلامیہ کو بھی دیکھوں۔ یہ بات بعض حالات پر منحصر ہے۔ خدمت اسلام کی ایک تجویز اس وقت ذہن میں ہے۔ اس میں اور بھی حضرات شریک ہیں۔ اگر کچھ صورت اس کی نکل آئی تو آپ کو لکھوں گا۔ سب سے بڑی دقت فنڈ کی ہے۔ اگر یہ مرحلہ طے ہو گیا تو امید کامل ہے کہ کوئی اچھی صورت نکل سکے۔ حضرت زین العابدین فرماتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ کسی قوم سے ناراض ہوتا ہے تو اس قوم کا مال بخیلوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

زیادہ کیا عرض کروں۔ عثمان صاحب سے سلام کہہ دیجیے۔

محمد اقبال

DR. SIR MUHAMMAD IQBAL. **LAHORE.**

BARRISTER-AT-LAW.

۸ / اپریل 193۳ء

ڈیر راغب احسن صاحب

آپ کا خط ابھی ملا ہے جس میں محمد عثمان کا خط
ملفوف تھا۔ سارا ٹریکٹ مطالعہ کر لیا ہے۔ مگر محمد عثمان کا
خط جس میں کچھ حالات مسلم بنگال کی نسبت ہیں ایسی ہی کوئی تحریر
میری نظر سے گذری ہے۔ آپ دونوں نے ایک سکیم کر دی ہے
خود کو اس ٹریکٹ کا اگر بنگالی میں ترجمہ ہو جائے اور دستخط کر دے
بہتر ہوگا۔ یا آپ ان صاحب نے انگریزی میں جو آرٹیکل لکھا ہے
اس پر دستخط کر دو گا کوئی اس کا دیباچہ وغیرہ لکھ دیں تو آپ جانتے
ہیں۔ والسلام

محمد اقبال

میں کل صبح دہلی سے واپس آیا ہوں۔ آپ کا خط بھی بہت بلا بہ لفافہ
خط جو آپ نے دہلی بھیجا تھا پہنچ گیا تھا۔

۸- اپریل ۳۳ء

ڈیر راغب احسن صاحب

آپ کا خط ابھی ملا ہے - جس میں محمد عثمان صاحب کا خط بھی ملفوف تھا - سرٹیفکیٹ مطلوبہ مرسل ہے - مگر محمد عثمان صاحب کے متعلق مجھے کچھ حالات معلوم نہیں - نہ اُن کی کوئی تحریر میری نظر سے گزری ہے - آپ ان سے کہیئے کہ وہ خود کوئی سارٹیفکٹ لکھ کر بھیج دیں - میں اس پہ دستخط کر کے بھیج دوں گا - یا آپ ان کے لئے لکھ دیں - میں آپ کے لکھے ہوئے پر دستخط کر دوں گا - کوائف ان کی تعلیم وغیرہ کے متعلق آپ جانتے ہیں فقط

محمد اقبال

میں آج صبح دہلی سے واپس آیا - آپ کا خط مجھے نہیں ملا - یعنی وہ خط جو آپ نے دہلی کے پتہ پر لکھا تھا -

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M. A. Ph. D.
Barrister-at-Law.
Lahore.

۲ مارچ ۳۴ء

ڈیر صاحب — السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے۔ نادر شاہ کی وفات کا سانحہ بہت ملال انگیز معلوم ہوتا ہے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ وہاں چلے گئے
جانا بھی ضروری تھا کہ ہاشم سے نہ ہو اور اپنی تمام قوتوں کو اسلام کی خدمت میں وقف کر دو
اس وقت۔ بہت بڑی بات ہے کیونکہ اس وقت یقینی حالات ایسے ہیں جو زیادہ پیچیدہ تھا
نہ جانے یہ لوگ ان کے نزدیک منافقت سب سے بڑا اصول زندگی کا ہے اور وہ اپنے تمام مقاصد اسی پر رکھتے ہیں
لیکن یہ سب لوگ ذلیل ہوں گے اور حق آخرکار غالب آئے گا۔ اگر میری زندگی میں نہیں تو میری زندگی کے بعد
غالب آئے گا — میں ایک تجویز پر مدت سے غور کر رہا ہوں ممکن ہے اب وہ تجویز کوئی عملی صورت اختیار کر لے اگر ایسا ہوا
تو آپ کو بھی اطلاع ہو جائے گی —

مجموعۂ نظم تیار کر کے بھیج دیا گیا ہے — میرے انگلستان نہ جا سکنے کے متعلق آپ کا خیال صحیح نہیں یہ بات زبان زد خلق تھی
غلط ہے — ممکن ہے میں جولائی تک تفریحاً یورپ کا سفر کروں لیکن یہ کہ آپ بھی ساتھ ہوں
اگر اسباب مہیا ہو گئے تو انشاء اللہ العزیز — زیادہ کیا لکھوں سوائے اس کے کہ

مرے کدو کو غنیمت سمجھ کہ بادۂ ناب
نہ مدرسے میں ہے باقی نہ خانقاہ میں ہے

محمد اقبال

۳۰ مئی ۱۹۳۳ء

ڈیر راغب صاحب۔

السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا ہے، ستار کی حالت پہلے سے بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے، مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ وہاں چلے گئے، جہاں بھی ہو خلوص و محبت کو ہاتھ سے نہ دو، اور اپنی تمام قوتوں کو اسلام کی خدمت و حفاظت کے لئے وقف کر دو۔ اس وقت یہی سب سے بڑی نیکی ہے کیونکہ اکابر اُمت یعنی علماء و صوفیہ کا پیشہ اب وہ نہیں جو اُن کے اسلاف کا تھا، نئے تعلیم یافتہ گروہ کے نزدیک منافقت سب سے بڑا اصول زندگی کا ہے اور وہ اپنے تمام معاملات میں اسی پر عمل پیرا ہیں۔ لیکن یہ سب لوگ ذلیل ہوں گے اور حق آخر کار غالب آئے گا اگر میری زندگی میں نہیں تو آپ کی زندگی میں غالب آئے گا۔ میں ایک تجویز پر مدت سے غور کر رہا ہوں ممکن ہے اب وہ تجویز کوئی عملی صورت اختیار کر لے اگر ایسا ہوا تو آپ کو بھی اطلاع ہو جائے گی۔

میمورنڈم تیار کر کے بھیج دیا گیا ہے۔ میرے انگلستان نہ سکنے کے متعلق آپ کا خیال صحیح نہیں، یہ بات زبانی کہوں گا۔ خط میں لکھنے کی نہیں۔ ممکن ہے میں جولائی کے آخر میں یورپ کا سفر کروں کیا عجب کہ آپ بھی ساتھ ہوں۔ اگر امسال نہ گیا تو آئندہ سال انشاءاللہ العزیز۔ زیادہ کیا لکھوں سوائے اس کے کہ

مرے کدو کو غنیمت سمجھ کہ بادہ ناب
نہ میکدے میں ہے باقی نہ خانقاہ میں ہے

محمد اقبال

Dr. Sir Mohd. Iqbal. Kt.
M. A. Ph. D.
Barrister-at-Law.
Lahore.

ڈیر راغب صاحب السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے۔ الحمد للہ کہ خیریت ہے

مجھے کمیٹی خلافت سے پورا اتفاق ہے اور دلی ہمدردی ہے

مولانا سلیمان ندوی کا مضمون ابھی نہیں دیکھا۔ اگر آپ کو

اس اخبار میں تفصیلی تنقید کی جاتی ہے۔ میرا ذاتی عقیدہ ہے

عقیدہ ہے کہ سلطان ابن سعود قرآن کے اصل مقاصد سے نا آشنا

ترک اور نجد اور دیگر ... باوجود ... تعلیم کے اس

حقیقت کو محض اسلام ... الحمد للہ

محمد علی پاشا ... ملاقات ... بہت ... پیدا کر دی

نہ سکیں گے ... زیادہ سے زیادہ ایک بادشاہ ... اور ...

رہیں گے اور ... حجاز ... شخص ...

شیخ ... جب آپ کا ارادہ معلوم ہو جائے

تو مجھے اطلاع دیں ... ڈاکٹر ... پروفیسر ...

اور ... کو بھی ... لکھ کر ... گا۔ میرے خیال میں آپ کو

ایک ... کو ... کے بعد ... کی ... ہو جائے

یہود ... نصیب ہوں گے ... دوست ... آپ ...

تمام ... صلی اللہ ... علم ... ہے

ہے جو علمائے ربانی ہے۔ اسے خدا تعالیٰ نے

نے آپ کو صحیح راستہ دیا ہے اور اس امر میں ...

اور برسے گی۔ ...

محمد اقبال
لاہور
۳ جولائی ۳۳ء

ڈیر راغب احسن صاحب ۔

السّلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے ۔ الحمدللہ کہ خیریت ہے ۔
مجھے آپ کے حالات سے پورا اتفاق اور دلی ہمدردی ہے ۔ مولوی سلیمان ندوی کا مضمون میں نے نہیں دیکھا ۔ اس پر آپ کو اپنے اخبار میں تفصیلی تنقید کرنی چاہیئے ۔ میرا ایک مدت سے عقیدہ ہے کہ علمار اور صوفیہ قرآن کے اصل مقاصد سے بے خبر ہیں ۔ نئی نسل سے چند آدمیوں نے باوجود فرنگی تعلیم کے اس حقیقت کو محض اپنی سلیم فطرتی کی وجہ سے پا لیا ہے ۔ الحمدللہ

محمد علی پاشا سے ابھی میری ملاقات نہیں ہوئی ۔ وہ شاید لاہور میں نہ آسکیں گے کیونکہ وہ زیادہ سے زیادہ ایک ماہ اور ہندوستان میں رہیں گے اور پھر واپس چلے جائیں گے ۔ مگر آپ کے مصر جانے کے متعلق میں شیخ الجامعہ ازہر کو لکھ سکتا ہوں جب آپ کا ارادہ مصمم ہو جائے تو مجھے اطلاع دیں ۔ وزیر معارف مصر ڈاکٹر منصور فہمی ، پروفیسر قاہرہ کالج اور علی عبدالرزاق کو بھی لکھ دوں گا ۔
میرے خیال میں آپ کو ایک سفر یورپ کا کرنے کے بعد مصر میں کچھ مدت کے لئے مقیم ہو جانا چاہیئے ۔ یورپ میں تعلیم پانے کے لئے ٹھہرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ آپ بغیر اس قیام کے اپنا علم بڑھا سکتے ہیں اور اصل بات علم نہیں بلکہ بصیرت ہے جو عطائے ربانی ہے ۔ اس سے خدا تعالیٰ نے آپ کو حصۂ وافر دیا ہے ۔ اور ابھی یہ بصیرت عمر کے ساتھ اور بڑھے گی فقط

محمد اقبال لاہور

۳ جولائی ۳۳ء

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M. A., Ph. D.
Barrister-at-Law.
Lahore.

لاہور ۱۳ اگست ۳۳ء

ڈیر راس مسعود — السلام علیکم

[illegible] دونوں۔

[illegible] گھبراتا ہوں اگر ہم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہوں گے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مخلص محمد اقبال

لاہور - ۳۱ اگست ۳۳ء

ڈیر راغب صاحب
السلام علیکم

میں دو چار روز سے علیل ہوں اور مضمحل - وجہ شاید درد دنداں - فلاح دنداں اخراجِ دنداں - مگر اخراج سے گھبراتا ہوں اگرچہ اس کا تجربہ بھی پہلے کر چکا ہوں -
آپ نے جو کچھ لکھا ہے اس کا ایک ایک حرف درست ہے - مجھ کو ایک مدّت سے اس کا احساس ہے اور اب تو گذشتہ پانچ چار سال کے تجربہ نے مجھ کو اپنے تمام لیڈروں سے مایوس کر دیا ہے - جن لوگوں کے ہاتھ میں اس وقت زمام کار ہے ان سے کچھ نہ ہو سکے گا - ان کے تخیلات مریض اور تاریک ہیں - میں نے بہت سوچا ہے اور اکثر احباب نے مشورہ دیا ہے کہ آپ سلسلہ بعیت شروع کریں - کم از کم پنجاب کے ..... کہ اپنے تخیلات کی روشنی میں تربیت کیجئے - مگر حقیقت یہ ہے کہ سلسلہ امارت سے جس کی بنا بعیت پر ہو گھبراتا ہوں اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ کہیں ہماری پوری جماعت ہی ایک فرقہ بن کر نہ رہ جائے - اس کے علاوہ اس لیڈر گردی میں جماعت کا تیار کرنا بھی مشکل ہے اور دیگر حضرات اس کی راہ میں مخل ہوں گے - غرض کہ فی الحال کوئی راہ اس تاریکی میں نظر نہیں آتی اور ملت پست اور مضمحل ہو رہی ہے - خدائے تعالیٰ فضل کرے کوئی مناسب فضا پیدا کرے - اور کچھ نہیں تو میری پریشانی ہی رفع کر دے -
زیادہ کیا عرض کروں - امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا - فقط

مخلص محمد اقبال

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M.A., Ph.D.
Barrister-at-Law
Lahore.

لاہور ۱۵ ستمبر ۳۳ء

ڈیر مسٹر ... ۔ السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا ہے۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ کانفرنس کی صدارت سے مجھے سبکدوشی ہو گئی
اس کے اندرونی حالات افسوسناک تھے۔ میری رائے اگر مجھے ان کا پہلے علم ہوتا تو میں اس کی صدارت قبول نہ کرتا
بہر حال خدا کا شکر ہے کہ زمانہ صدارت ختم ہو گیا۔ جمعیت العلماء کا حال اس سے بھی بدتر ہے۔ انہوں نے
مجھ سے سالانہ جلسے کی صدارت کے لیے کہا مگر میں نے انکار کر دیا۔ اصرار پر بھی انکار ہی رہا
علماء اختلافات میں ہیں ... علماء اسمبلی کا خیال مجھے ... پسند ہے کہ محض خیال آپ کا
ایک وقت تھا (سردار ...) کہ گورنمنٹ ... آپ
کر رہے تھے ... مجھ سے ... لکھا تھا مگر انہوں نے توجہ نہ کی
جو کچھ میرے خیال میں ہے وہ صرف یہ ہے کہ ... ایک تجویز ہے کہ مسلمانوں کو ... سے
کہ علماء اسمبلی بنائی جائے جس کا فرض یہ ہو کہ گورنمنٹ کے تمام ایسے قانون جن کا تعلق مسلمانوں کے پرسنل لا سے ہے
جو مرکزی اسمبلی میں پیش کیے جائیں جانچ پڑتال کرے علماء اسمبلی اس کی تجویز کرے۔ دوسری بات
یہ ہے کہ جو کچھ ... کہ ان کا نقطہ نظر مسلمانوں کی حاجت پوری کر سکتا ہے اس کو ...
مسلمان سب جمع ہو جائیں ... مطلب ہو گئے تشویش ... اور ... سابق ... جدوجہد کر کے
پورا کر لیں۔ میرے خیال میں موجودہ حالات میں ... اس کا قصد ممکن ہے ...
جو کچھ آپ کے خیال میں ہے اس کا ... حالات و اسباب پر منحصر ہے
جس ... خود ... مسلمانان ہندوستان کی ...

لاہور - ۱۵ر ستمبر ۳۳ء

ڈیئر راغب صاحب -

السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا ہے - میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ کانفرنس کی صدارت سے مجھے سبکدوشی ہوئی - اس کے اندرونی حالات افسوسناک ہیں اور اگر مجھے ان کا پہلے علم ہوتا تو میں اس کی صدارت قبول نہ کرتا - بہر حال خدا کا شکر ہے کہ یہ زمانہ صدارت ختم ہوا - جمیعت العلماء کا بھی حال ایسا ہی ہے - اُنھوں نے مجھ سے سالانہ جلسے کی صدارت کے لیئے کہا لیکن میں نے انکار کر دیا - اصرار پر بھی انکار ہی رہا - رہا علماء کے اختلاف کی وجہ سے محکمہ قضا اور علماء کی اسمبلی کا خیال مجھے اندیشہ ہے کہ محض خیال ہی رہے گا - ایک وقت تھا (سروا ایکٹ کے ایجی ٹیشن کے زمانے میں) کہ گورنمنٹ ہند خود اس تجویز کے لیئے تیار تھی میں نے مولوی کفایت اللہ صاحب کو لکھا بھی مگر انہوں نے توجہ نہ فرمائی - جو کچھ میرے خیال میں ہے وہ تو فی الحال صرف اسی قدر ہے کہ مسلمانوں کے پرسنل لا کے لیئے علماء کی ایک اسمبلی بنائی جائے جس کا فرض یہ ہو کہ کوئی قانون جس کا تعلق مسلمانوں کے پرسنل لا سے ہو "مرکزی اسمبلی" میں وضع نہ کیا جائے جب تک علماء کی اسمبلی اس پر غور نہ کر لے - دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ بعض امور شرعیہ ایسے ہیں کہ ان کا فیصلہ صرف مسلمان قاضی ہی کر سکتا ہے - اس واسطے مسلمان سب جج خاص اس مطلب کے لیئے مقرر کیئے جائیں اور ہائی کورٹوں میں سابق کی طرح صدر الصدور رہا کریں - میرے خیال میں موجودہ حالات میں صرف اس قدر ممکن ہے اگر مسلمان جد و جہد کریں - جو کچھ آپ کے خیال میں ہے اس کا پورا ہونا بہت سے نئے حالات و اسباب پر منحصر ہے - جن میں سب سے بڑا ضروری امر یہ ہے کہ شمال مغربی ہندوستان میں ایک اسلامی ریاست پیدا کی

[illegible]

جائے۔ یا پاکستان کی سکیم بروئے کار آئے۔ ان سکیموں کے ہوتے ہوئے بھی کامل شرعی آزادی حاصل کرنے کے لئے مزید جدوجہد کی ضرورت ہوگی۔ بہت حد تک ان تمام باتوں کا دار و مدار علمار کے اتحاد پر ہے مگر ان کا اختلاف عامۃ المسلمین سے بھی زیادہ ہے اور ان کا وجود اس وقت (خاص کر ان کا جو پالیٹیشین ہو گئے ہیں) منصب پرست مسلمانوں سے زیادہ مضر ہے۔ بہر حال میں نے شفیع داؤدی اور سید ذاکر علی صاحب کو لکھا ہے کہ وہ علمار کی ایک عالمگیر کانفرنس کے لیئے کوشش کریں۔ ابھی وقت ہے۔ اس کانفرنس کا کام ہوگا کہ اوروں کے مشورہ سے ایک خاص سکیم تیار کرے۔ ابھی تک خاص سکیم کسی کے ذہن میں نہیں ہے، اکثر علمار کو بھی معلوم نہیں کیونکہ یہ کام ہر عالم کا نہیں ہے۔ میں نے کوئی میمورنڈم نہیں لکھا ہاں جس امر میں مشورہ طلب کیا گیا اس میں میں نے مشورہ ضرور دیا فقط

محمد اقبال

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M.A., Ph. D.
Barrister-at-Law
Lahore.

لاہور ۱۷ مارچ ۳۳ء

ڈیئر ڈاکٹر صاحب السلام علیکم۔ آپ کا خط ابھی ملا ہے۔ [illegible] مجھ کو ایک خط

ملا تھا [illegible] بعد خط آپ کا [illegible]

مجھ کو آپ کی [illegible] معلوم ہے۔ مگر مجھ کو آپ کی تکلیف [illegible] ہو

گذشتہ چند سال کے تجربہ نے بتلا دیا ہے کہ زیادہ [illegible] ہے۔ [illegible]

کے اثرات اور ان کا [illegible] خود غرضیوں [illegible] نہایت دل شکن ہے

اور مجھے تو اب تعجب معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ [illegible] پر مجھ کو تمام [illegible]

اور [illegible] ہندوستان کے مسلمانوں کو [illegible] عملی سیاست

اختیار کی تھی۔ جن حالات نے مجھ کو اس بات پر مجبور کیا ہے انشاء اللہ آپ کو [illegible] مگر

[illegible] ان واقعات کا ذکر [illegible] اور ہے۔

ہماری تقدیر کا [illegible] انگریزی [illegible] انشاء اللہ [illegible]

[illegible] عند اللہ [illegible]

[illegible] ہونے والا ہے [illegible] مجھے اس [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لاہور ۱۷ر ستمبر ۱۹۳۳ء

ڈیر راغب صاحب ۔

السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے میں اس سے پہلے آپ کو ایک خط لکھ چکا تھا ۔ معلوم نہیں وہ خط آپ تک پہونچا یا نہیں۔ مجھے آپ کی دردمندی کا حال معلوم ہے مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ گزشتہ چند سال کے تجربے نے مجھ کو آپ سے بہت زیادہ دردمند کر دیا ہے ۔ مسلمانوں کے انتشار اور ان کے معززین کی خود غرضیوں کا مظاہرہ بہت دل شکن ہے اور میں نے تو اب قصد مصمم کر لیا ہے کہ اپنے گزشتہ دستور العمل پر پھر قائم ہو جاؤں اور اپنے مخصوص طریق پر خدمت مسلمانوں کی کرتا رہوں جس کو چھوڑ کر میں نے عملی سیاست کا کام اختیار کیا تھا ۔ جن حالات نے مجھ کو اس بات پر مجبور کیا ہے ان کا علم آپ کو نہیں مگر ممکن ہے کہ نوجوان طبائع پر ان واقعات کا اثر کچھ اور ہو ۔ مولوی مقتدری صاحب سے میرے کانفرنس میں جانے یا نہ جانے کا کوئی ذکر نہیں ہوا البتہ ان کے سامنے مجھ سے ممبران جمعیت العلماء (کانپور) نے کہا تھا کہ تم جمعیت العلماء کے سالانہ جلسہ کی جو پٹنہ میں ہونے والا ہے صدارت کرو ۔ میں نے اس خدمت سے معذوری ظاہر کی ۔ مقتدری صاحب نے اس سے خود بخود نتیجہ نکال لیا ہو ۔ اگر انہوں نے ایسا نتیجہ نکالا ہے تو مجھے اندیشہ ہے کہ یہ نتیجہ درست ہے ۔ میرا ارادہ کانفرنس میں جانے کا نہیں ہے کچھ تو مذکورہ بالا وجوہ سے کچھ اور اسباب سے ۔ شاید کانفرنس کے اجلاس سے پہلے مجھے آپ کو لاہور کی دعوت دینا پڑے اور آپ بھی میرے ہمراہ چند روز کے لئے ہندوستان سے باہر جائیں ۔

زیادہ کیا عرض کروں ۔ آپ نے مجھ سے پوچھے بغیر اعلان کر دیا یہ اچھا نہیں کیا

[illegible]

اس واسطے آپ کا ٹائپ شدہ اعلان میں اخباروں میں بھیجنے سے قاصر ہوں - آپ کو فوراً اپنے پہلے اعلان کی تردید کر دینی چاہیئے - یہاں پنجاب میں اکثر اوقات لوگ مجھ سے پوچھے بغیر اپنے جلسوں میں میری آمد یا شمولیت کا اعلان کر دیتے ہیں جن کا مقصد محض لوگوں کو جلسوں میں کھینچنا ہوتا ہے - اس کا علاج کیا کیا جائے - اگر تردید کر دی تو جلسے والے ناراض ہوتے ہیں - نہ تردید کروں تو خود وعدہ شکنی کا ملزم سمجھا جاتا ہوں - بغیر اس کے کہ میں نے کبھی کوئی وعدہ کیا ہو - بہر حال یہ غنیمت ہے کہ ادھر کے لوگوں کو اب اس کا علم ہو گیا ہے کہ لوگ بغیر پوچھے میرا نام شائع کر دیتے ہیں - اگرچہ میں نے آپ پہ حالات کا انکشاف نہیں کیا - تاہم مجھے امید ہے کہ مجھ پہ اعتماد رکھتے ہوئے میرے ارادوں کی تکمیل میں حائل نہ ہوں گے - میرا دل بہت دکھا ہوا ہے اور اپنے دکھوں کی نمائش کرنے کی مجھ میں عادت نہیں ہے - خلیفہ شجاع الدین صاحب ابھی ہندوستان نہیں پہونچے فقط

مخلص محمد اقبال

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M.A., Ph.D.
Barrister-at-Law
Lahore.

۲۸ ستمبر ۳۴

ڈیئر صاحب

السلام علیکم۔ آپ کا خط مل گیا ہے۔ خاکسار تحریک کے متعلق
مختصراً عرض کرتا ہے۔ میرا کوئی ارادہ اعلیٰ حضرت کے
یا ان سے تعلق رکھنے کا نہ تھا۔ علی برادران
گزشتہ سال مجھے اتفاق بھی نہ تھا۔ بلکہ بعض بزرگ مجھکو
ہو جانا چاہیے بلکہ خاکسار کی صورت تو ایسی ہے
کہ یہ تحریک عمر کے سالار جلسہ تک اور ہر کام
سمجھا جاتا ہے۔ لیکن کچھ صورت ایسی ہے
جب تجربہ اپنے ہاتھوں پر گوشی ہو جاتے تو
علامہ سے ہو جانے کا اتفاق رکھتا ہوں۔ اب کہ گزشتہ لوگ
لگ گئے مشرقی نہ ہونا چاہیے کہ ایک ایک نقشہ عملی
سیاست میں ہو جانے ایسی ایک
نقشہ عرض تربیت ہونا چاہیے اور اس کا ساتھ
ڈسپلن۔ تربیت سے مراد وہ طریق ہے
جس سے مسلمان نوجوانوں میں دینی حرارت پیدا ہو۔

والسلام
محمد اقبال

۲۸/ستمبر ۳۳ء

ڈیر راغب صاحب

السلام علیکم - آپ کا خط مل گیا - کانفرنس کا اجلاس پٹنہ ملتوی ہو گیا ہے۔ میرا کوئی ارادہ اجلاس مذکور کے یا یوتھ لیگ کے اجلاس کے لئے پٹنہ جانے کا نہ تھا -

علیٰ ہذا القیاس کوئی پیام بھیجنے کا قصد بھی نہ تھا - میں جلد ہر چیز سے علیحدہ ہو جانا چاہتا ہوں - کانفرنس کی صدارت تو اب ختم ہے - ممکن ہے قواعد کی رو سے مجھے سالانہ جلسے تک اور یہ کام نبھانا پڑے - کشمیر کمیٹی کی صدارت ابھی میرے ذمہ ہے جب یہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے تو اس سے بھی علیحدہ ہو جانے کا قصد رکھتا ہوں - آپ کو کم از کم یوتھ لیگ سے علیحدہ نہ ہونا چاہیئے - کیونکہ اس لیگ کا مقصد عملی سیاست نہیں یا نہیں ہونا چاہیئے میرے خیال میں ایسی لیگ کا مقصد صرف تربیت ہونا چاہیئے - اور اس کے ساتھ ڈسپلن - تربیت سے مراد وہ طریق ہے جس سے مسلمان نوجوان میں دینی حرارت پیدا ہو -

محمد اقبال

Dr. Sir Mohd. Iqbal. Kt.
M. A., Ph. D.
Barrister-at-Law.
Lahore.

۱۲ نومبر ۳۳ء

ڈیئر نواب صاحب۔ السلام علیکم۔ آپ کا خط ابھی ملا ہے جس کا شکریہ
قبول کیجیے۔ میں گذشتہ اتوار کو افغانستان سے براہ غزنی و قندھار
واپس آیا ہوں۔ سفر ہمارے لیے نہایت ہی مفید ہوا۔ امیر نادر شاہ شہید کی شہادت کی خبر
ایک ناقابل برداشت صدمہ ہے اور یقیناً ساری دنیائے اسلام کو ہے
بہت بڑا دیندار اور خدا پرست بادشاہ تھا۔ ناقابل بیان ہے اس کے متعلق ایسے
حالات مشہور ہیں کہ ان کو سن کر صدیق و فاروق یاد آتے ہیں۔ جمعہ کی نماز
بھی اکیلا ... جامع مسجد میں ادا کی اور نماز عصر
کی نماز ان کی امامت میں ادا کی۔ خدا ان کو مغفرت کرے۔ بہت
مجھے امید ہے کہ افغانستان دوبارہ کسی انقلاب میں مبتلا نہ ہوگا۔ جہاں تک
میں اندازہ کر سکا ہوں بادشاہ کی شہادت پرانی خونی عداوت
کا نتیجہ ہے اور قاتل جنرل غلام نبی خاں کے متعلقین سے اس کا تعلق ہے
یہ نتیجہ نکالنا کہ لوگ امان اللہ خاں کو واپس چاہتے ہیں بالکل غلط ہے
واللہ اعلم۔ ... تمام افغانستان میں ... نوجوانوں میں اسلامی جذبات بیدار
ہو رہے ہیں ... زیادہ کیا لکھوں ... کبھی ...

محمد اقبال

۱۲ر نومبر ۱۹۳۳ء

ڈیر راغب صاحب ۔

السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے ۔ جس کے لئے شکریہ قبول کیجیے ۔ میں گزشتہ اتوار کابل سے براہ غزنی و قندہار واپس آیا ۔ سوموار سے بخار میں مبتلا ہوں ۔ امیر نادر شاہ کی شہادت کی خبر ایک ناقابلِ برداشت صدمہ میرے لئے ہے اور یقیناً ساری دنیائے اسلام کے لئے ۔ یہ بڑا دیندار اور خدا پرست بادشاہ تھا ۔ کابل میں اس کے متعلق ایسی حکایات مشہور ہیں کہ ان کو سنکر صدیقؓ اور فاروقؓ یاد آتے ہیں ۔ جمعہ کی نماز میں نے ان کے ساتھ کابل کی جامع مسجد میں ادا کی ۔ ان کے محل میں ایک روز عصر کی نماز ان کی امامت میں ادا کی ۔ خدا ان کی مغفرت کرے ۔

مجھے امید ہے کہ افغانستان دوبارہ کسی انقلاب میں مبتلا نہ ہوگا ۔ جہاں تک میں اندازہ کرسکا ہوں بادشاہ کی شہادت پرایئویٹ عداوت ورقابت کا نتیجہ ہے، اور غالباً جنرل غلام نبی خان کے قتل سے اس کا تعلق ہے ۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ لوگ امان اللہ خان کی واپسی چاہتے ہیں غلط ہے ۔ واللہ اعلم ۔ دورانِ قیام افغانستان میں وہاں کے نوجوانوں میں اسلامی خیالات اور افکار کی اچھی تخم ریزی ہوئی ۔ زیادہ گفتگو اس امر کے متعلق پھر کبھی ہوگی فقط

محمدؐ اقبال

Dr. Sir Mohd. Iqbal. Kt.
M.A., Ph. D.
Barrister-at-Law.
Lahore.

[illegible]

ڈیئر وحید۔ السلام علیکم

آپ کا خط ملا ہے جس کے لئے شکریہ قبول کرو

میں اب خدا کے فضل و کرم سے اچھا ہوں۔ آپ مضطرب نہ ہوں

جیسا آپ کو انتظار ہے وہ ہو رہا ہے۔ البتہ جو آپ کی آرزو ہے

اس دنیا میں نہ ہو سکتا۔ آپ انشاءاللہ دیکھیں گے۔

افغانستان میں امن و امان ہے۔ اعلیٰ حضرت نے قرآنی احکام اور امان اللہ

کے خلاف جو [illegible] جاری کی ہے تو انشاءاللہ بیس برس کے اندر

[illegible] اخبار [illegible] امان اللہ خان [illegible]

کہ جو [illegible] حکومت نے [illegible] تمام [illegible] کو ترک کر دیا جو انہوں نے

[illegible] کی تھی۔ مجھ کو اس کا ذاتی علم ہے اور [illegible] خواہش

بھی ہے۔ [illegible] خدا تعالیٰ فضل کرے

[illegible] نیشنل کانگرس [illegible]

مدعو کیا [illegible] انکار کر دیا تھا۔

آج جو 'اصلاح' کا پرچہ آیا ہے اس میں سردار محمد ہاشم خان کی ایک تقریر ہے

جو جناب [illegible] میں اس تقریر [illegible]

زمانہ کی [illegible] ۔

محمد اقبال

[illegible]

ڈیر راغب صاحب۔

السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا ہے جس کے لئے شکریہ قبول کیجئے، میں اب خدا کے فضل و کرم سے اچھا ہوں۔ آپ مضطرب نہ ہوں۔ جس کا آپ کو انتظار ہے وہ ہو کر رہے گا البتہ میں اس روز شاید اس دنیا میں نہ ہوں گا۔ آپ انشاء اللہ دیکھیں گے۔

افغانستان میں امن و امان ہے۔ افغان پارلیمنٹ نے قرآنی الفاظ میں امان اللہ خان کے خلاف یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ "انّہ لیس من اھلک" پنجاب کے اخبار محض اس وجہ سے امان اللہ خان کے حق میں بڑا پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ موجودہ افغان حکومت نے ان کی ان تمام درخواستوں کو رد کر دیا جو انہوں نے روپے کے واسطے کی تھیں۔ مجھے اس کا ذاتی علم ہے اور میں نے وہ درخواستیں خود پڑھی ہیں۔ فلسطین کا معاملہ ٹیڑھا ہے خدا تعالیٰ فضل کرے، کل لندن میں پارلیمنٹ کے ممبروں کی کانفرنس تھی جو نیشنل لیگ کی طرف سے مدعو کی گئی تھی۔ میں نے بھی ایک تار ان کو دیا تھا۔

آج جو "اصلاح" کابل سے آیا ہے اس میں سردار محمد ہاشم کی ایک تقریر ہے جو نہایت دردناک ہے، مجھے اس تقریر نے بہت رلایا۔

زیادہ کیا لکھوں فقط

محمد اقبال

۲۴، نومبر ۱۹۳۷ء

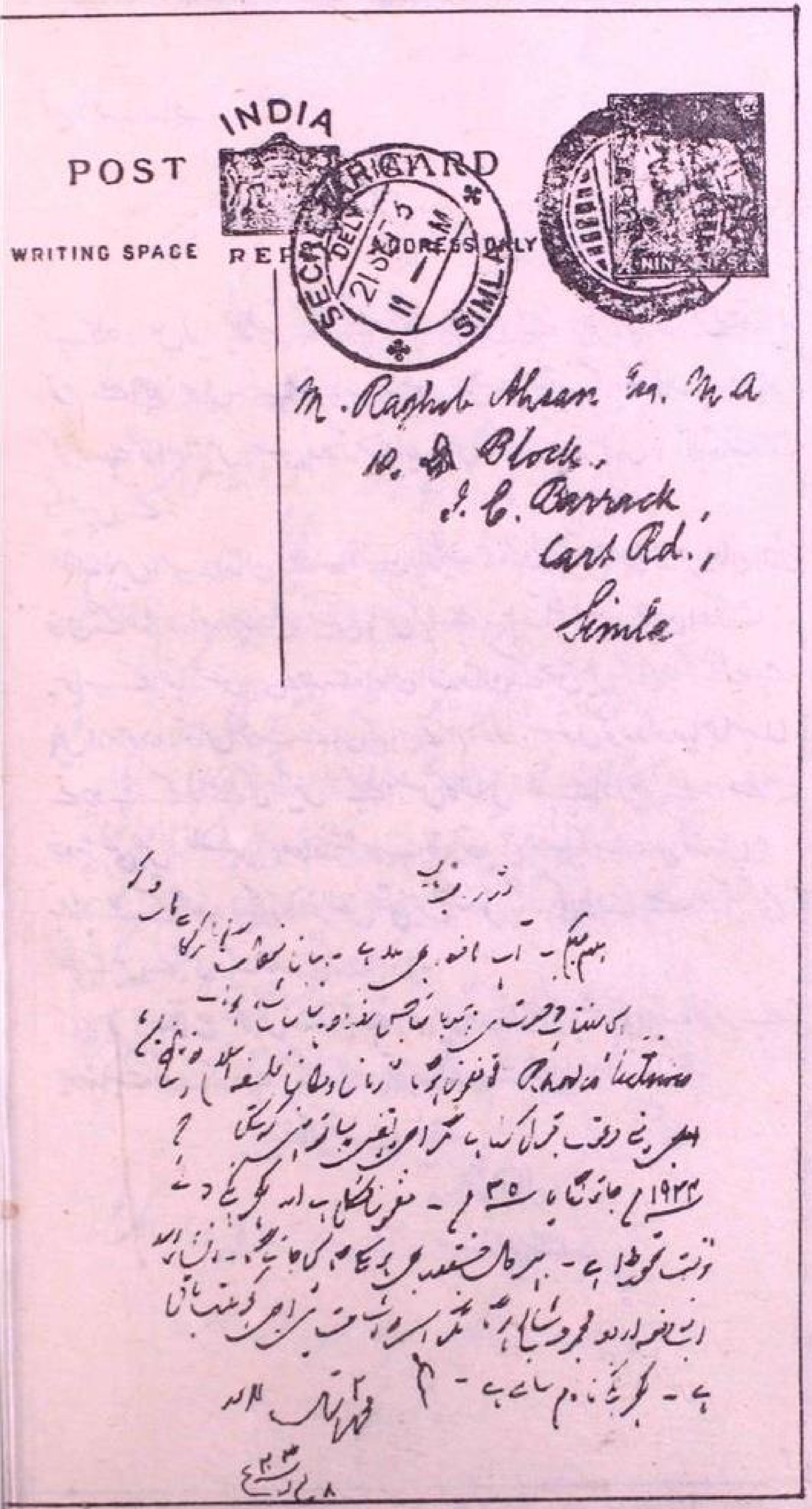
INDIA
POST CARD
WRITING SPACE
REPLY ADDRESS ONLY
SECRET… SIMLA
21 OCT 3…
M. Raghib Ahsan Esq. M.A
10. D Block.
I. C. Barrack
Cart Rd.,
Simla

ڈیر راغب صاحب

السلام علیکم۔

آپ کا خط ابھی ملا ہے۔ بیان مفصل سول ملٹری سے کاٹ کر اسی روز آپ کی خدمت میں بھیج دیا تھا جس روز وہ بیان شائع ہوا۔

Rhodes Lectures کا مضمون ہوگا۔ "زمان و مکان فلسفۂ اسلام کی روشنی میں" میں نے دعوت قبول کر لی ہے مگر ابھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ ۱۹۳۴ء میں جاؤں گا یا ۳۵ء میں۔ مضمون مشکل ہے اور لیکچر لکھنے کے لئے وقت تھوڑا ہے۔ بہر حال جس قدر بھی ہو سکے گا کیا جائے گا۔ انشاءاللہ اب کی دفعہ اردو مجموعہ شائع ہوگا مگر اس کی اشاعت میں ابھی کچھ مدت باقی ہے۔ لیکچر لکھنے کا کام سامنے ہے فقط

محمد اقبال

لاہور

۸ر دسمبر ۳۳ء

Dr. Sir Mohd. Iqbal. Kt.
M.A., Ph.D.
Barrister-at-Law,
Lahore.

۱۸ دسمبر ۳۳ء

جناب راغب — آپ کا ۱۲ دسمبر کا لکھا ہوا خط مجھے
آج ملا جس میں آپ نے پنڈت جواہر لال نہرو کا بیان مع اپنے اقتباسات کے
ملفوف کیا ہے۔ آپ اخبار اسٹیٹسمین کلکتہ میں میرا
بیان دیکھ لیں جو انہی کے بیان کا جواب ہے۔ یہاں کے
اخباروں نے میرے بیان پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اخبار ٹریبیون نے پنڈت جی کی
طرف انتہائی مخالفت کی ہے اور میرا خیال ہے کہ ہندو اخبار بھی زیادہ مخالفت
کریں گے جب پنڈت جی کے بیان کا آخری حصہ شائع ہو گا۔
مشکل یہ ہے کہ میں Rhodes lectures کی تیاری کر رہا ہوں اور ایک دو روز
تک ان کا لکھنا بھی شروع کر دوں گا۔ پنڈت جی کا ارشاد ظریفانہ ہے جو ہر بات کا جواب چاہتے ہیں۔
اگر میں ہر بات کا جواب لکھوں تو تمام دنیا کا کام چھوڑ کر اسی میں مصروف رہوں۔
آپ نے پنڈت نہرو کے بیان کا جو خلاصہ کر کے بھیجا ہے اللہ کرے آپ کا فردا فردا
جواب آپ کی طرف سے لکھا جائے۔ مجھ کو تو تعجب ہوتا ہے کہ یہ بہت سی
باتیں جواہر لال نے بالکل بے معنی کہی ہیں جن کا مفہوم وہ خود نہیں
سمجھ سکتے۔ زیادہ کیا لکھوں۔ والسلام

محمد اقبال

۱۸ر دسمبر ۳۳ء

جناب راغب - آپ کا ۱۴ر دسمبر کا لکھا ہوا خط مجھے آج صبح ملا جس میں آپ نے پنڈت جواہر لال نہرو کا بیان مع اور کاغذات کے ملفوف کیا ہے۔ آپ کا اخبار "ستارہ" کئی دن سے مجھے نہیں ملا۔ نہ میں نے وہ لیڈر دیکھا ہے جو آپ نے میرے بیان پر لکھا ہے۔ یہاں کے اخباروں نے میرے بیان پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اخبار ٹریبون نے پنڈت صاحب کے طریق انتخاب کی مخالفت کی ہے اور میرا خیال ہے کہ اور ہندو اخبار بھی ان کی مخالفت کریں گے جب پنڈت صاحب کے بیان کے اشتراکی مفہومات اُن پر واضح ہوں گے مشکل یہ ہے کہ مجھے Rhodes Lectures لکھنے کی تیاری کرنا ہے اور ایک دو روز تک ان کا لکھنا بھی شروع کردوں گا۔ یہ اخبارات کا فرض ہے کہ ہر بات کا جواب دیں۔ اگر میں ہر بات کا جواب لکھوں تو تمام دن اسی کام میں مصروف رہوں۔ آپ نے پنڈت نہرو کے بیان پر جو نشانات دیے ہیں ان کا فرداً فرداً جواب آپ کو خود لکھنا چاہیے۔ مجھ کو بھی موقع ملا تو لکھوں گا۔ یہ بہت سی باتیں جو اُن کے بیان میں ہیں وہ غیر اسلامی ہیں جن کے مفہوم سے وہ خود واقف نہیں معلوم ہوتے۔ زیادہ کیا لکھوں فقط

محمد اقبال

میرے خط پر اقبال منزل نہ لکھا کریں کہ اقبال منزل
سر محمد شفیع مرحوم کے مکان کا نام ہے۔ اسی
وجہ سے آپ کا خط مجھے دیر میں ملا فقط

میرے خط پر اقبال منزل نہ لکھا کریں
کہ اقبال منزل سر محمد شفیع مرحوم کے مکان کا
نام ہے۔ اسکا سبب ہے آپکا خط مجھے
دیر میں ملا ہے۔

Dr. Sir Mohd. Iqbal. Kt.
M.A., Ph. D.
Barrister-at-Law.
Lahore.

۱۵ر جنوری ۳۴ء

ڈیر راغب صاحب

دنیا اس وقت ایک نئی تشکیل کی محتاج ہے

جمہوریت فنا ہو رہی ہے سرمایہ داری کے خلاف ایک جہاد عظیم ہو رہا ہے تہذیب و تمدن بھی ایک کشمکش میں مبتلا ہے ان حالات میں آپ خیال کریں کہ دنیا کی جدید تشکیل میں اسلام کیا کام کر سکتا ہے — آپ مجھ سے زیادہ حالات سے واقف ہیں اور اگر تصنیف ایسی ہو جو ان مراحل سے گزر رہی ہو اور جو اسلامی مقصد پر مشتمل ہو تو اس کا نام پبلشر وغیرہ لکھ کر بھیجیے

محمد اقبال

۱۵ر جنوری ۳۴ء

ڈیر راغب صاحب

دنیا اس وقت ایک نئی تشکیل کی محتاج ہے۔ جمہوریت فنا ہو رہی ہے۔ سرمایہ داری کے خلاف ایک جہادِ عظیم ہو رہا ہے۔ تہذیب و تمدن بھی ایک کشمکش میں مبتلا ہے۔ ان حالات میں آپ کے خیال میں دنیا کی جدید تشکیل میں اسلام کیا مدد کر سکتا ہے۔ اس مبحث پہ اپنے خیالات مفصل لکھیں اور اگر بعض کتب ایسی ہوں جو آپ کے مطالعہ سے گزری ہوں اور جو اس مبحث میں مفید ہو سکتی ہوں تو اُن کے نام پبلشر وغیرہ لکھ دیجیے فقط

محمد اقبال

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M. A., Ph. D.
Barrister-at-Law.
Lahore.

لاہور ۲۶ ستمبر ۳۲ء

شیخ صاحب   السلام علیکم

آپ کا خط ملا ہے۔ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ آپ [illegible] جا چکے
اور آپ ایک خط کا جواب جو میں نے آپ کے نام [illegible] [illegible] ضرور
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] خود [illegible]
اور آپ کو [illegible] [illegible] [illegible] ہوں کہ [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھا کہ
[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] می خوری

جس کتاب کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
اگر آپ کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] گا۔

[illegible] [illegible] [illegible] — [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

محمد اقبال

لاہور۔ ۲۶ رجنوری ۱۹۳۴ء

ڈیر راغب صاحب۔

السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے۔ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ آپ الہ آباد میں ہیں اور اپنے ایک خط کے جواب کا جو میں نے آپ کے نام الہ آباد کے پتے پر لکھا تھا منتظر تھا۔ آج آپ کے خط سے آپ کے مصائب کا حال معلوم کر کے بہت صدمہ ہوا۔ اس سے پہلے اخباروں میں بھی حالات دیکھے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قہر الٰہی کی مفصل داستان ابھی تک کسی کو معلوم نہیں۔ خدا تعالیٰ فضل کرے اور آپ کو اور باقی تمام مصیبت زدوں کو اطمینان عطا فرمائے۔

لاہور میں بھی ۱۵ رجنوری کو زلزلہ آیا تھا مگر اس قدر خفیف تھا کہ بہت سے لوگوں کو اس کا احساس بھی نہیں ہوا۔

اے فلک چشم تو بے باک و بلا خوف ہنوز
می شناسم کہ تماشائے دگر می خواہی

جس کتاب کا اشتہار آپ نے انقلاب میں دیکھا ہے اس کا حال مجھے معلوم نہیں۔ ایک صاحب یہاں اکبر علی وکیل ہیں انہوں نے ایک کتاب انگریزی میں لکھی ہے جس میں کوئی خاص بات نہیں۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ اس کتاب کا نام کیا ہے۔ بہرحال اگر آپ کو اکبر علی صاحب کی کتاب مطلوب ہو تو میں بھیج دوں گا۔ غالباً اس کی ایک کاپی مصنف نے مجھے بھیجی تھی۔

میں آپ کی مدد کے لئے حاضر ہوں۔ سورۃ الرحمٰن کا ورد ہر روز کرنا چاہیئے۔ گھر کے سب لوگ پڑھا کریں تو اور بھی بہتر۔

محمد اقبال

Dr. Sir Mohd. Iqbal. Kt.
M. A. Ph. D.
Barrister-at-Law.
Lahore.

مخدوم راغب صاحب

آپ کا خط ابھی ملا ہے ۔ میں نے مرزا صاحب کو بھی دے دیا
پڑھ کر سنا دیا ہے ۔ وہ علیل ہیں کل کلکتہ جائیں گے
بہرحال ان کو آپ کا خط مل جائے گا ۔ معلوم ہوتا ہے [illegible] انداز
ہیں ۔ لکھ دیا جائے کہ کوئی زیادہ بہتر ہے ۔ خدا کرے آپ
کامیاب ہوں ۔
[illegible] آج کل [illegible] ہے ۔ [illegible]
سے [illegible] دیر ہوگی ۔ [illegible]
[illegible]

والسلام

محمد اقبال ۲۰ نومبر ۳۴ء

میرا [illegible] بیمار ہے [illegible]
[illegible] دہلی نہ جا سکا [illegible]

ڈیر راغب صاحب

آپ کا خط ابھی ملا ہے۔ میں نے سر آغا خان کو بمبئی کے پتہ پر خط
لکھ دیا ہے۔ وہ آج کل کلکتہ میں ہیں۔
بہر حال اُن کو میرا خط مل جائے گا۔ مصر کے اخراجات کا مجھے اندازہ
نہیں ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ کچھ ایسے زیادہ نہیں ہیں۔ خدا
کرے آپ کامیاب ہوں۔
مسلم کانفرنس کی حالت میرے خیال میں مخدوش ہے۔ میں شاید
وائس پریذیڈنٹی سے استعفےٰ دے دوں گا۔ بیزاری کے وجوہ
پھر کبھی لکھوں گا۔
سرمایہ داری اور جمہوریت وغیرہ کے متعلق ضرور لکھئے۔ اور جلد۔ فقط

محمدؐ اقبال
۲۵ فروری ۳۴ء

میں انفلوئنزا کی وجہ سے بیمار رہا اور اب تک صاحب فراش ہوں۔
اسی وجہ سے دہلی نہ جا سکا اور ڈاکٹر انصاری سے مل نہ سکا۔

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M.A., Ph.D., LL.D.
Barrister-at-Law

۲۱ مارچ ۳۴ء

ڈیر راغب صاحب ۔ السلام علیکم ۔

آپ کا خط ابھی ملا ہے ۔ میں نے [illegible] نیازی کو (ایڈیٹر جامعہ ملیہ دہلی) [illegible]

[illegible]

[illegible] ہوگا ۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] مشکل ہے [illegible]

[illegible] مطمئن ہوں ۔

[illegible] تمام لوگ دنیا [illegible] احکام [illegible]

[illegible]

[illegible] صحیح ہے " الاعمال بالنیات " [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] معلوم نہیں ہے ۔

(باقی اصل خط صفحہ ۷۴ پر دیکھیں)

۲۱ ؍ مارچ ۳۴ء

ڈیر راغب صاحب -

السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے - میں آپ کی وجہ سے اور نیز نیازی صاحب (پروفیسر جامعہ ملیہ
) کی وجہ سے ایک مدت سے پریشان ہوں کوئی تجویز ذہن میں نہیں آتی - آپ نے جب آغاخان
الرشپ کے متعلق لکھا تو ایک گونہ مجھے تسکین ہوئی - اگر انہوں نے آپ کو اسکالرشپ دیدیا
اہر ہے کہ آپ کو ہندوستان کے باہر جانا پڑے گا - اس صورت میں یہاں کی ملازمت تلاش
ے سود ہے - اس کے علاوہ ملازمت کا ملنا بھی مشکل ہے - بہر حال اگر کسی جگہ کوئی کام جو آپ
لائق ملنے کا امکان ہو تو میں اس کے حصول میں ہر طرح آپ کی مدد کو حاضر ہوں -
رہا ان بزرگ کا مشورہ تو آپ اس کی فکر نہ کریں - عام لوگ دنیا میں اسی قسم کے
تے ہیں - ایسے لوگوں کی طرف توجہ نہ کرنی چاہیے - البتہ اس بات کو فراموش نہ کرنا چاہیے
کر معاش خود خدمتِ اسلام ہے - الاعمال بالنّیات -

لوی شفیع داؤدی نے مسودہ ابھی تک ارسال نہیں کیا ان کو لکھنا چاہیے کہ وہ جلد مسودہ ارسال
یں - نیز --- بھائی کا پتہ بھی لکھ دیں، مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں - بمبئی میں بھی ان کا پتہ مجھے معلوم نہیں ہے -

ایک تجویز میرے ذہن میں ہے اور وہ یہ کہ ایک پبلشنگ فرم بنائی جائے جس میں آپ اور
یازی صاحب دونوں شریک یا ملازمت کی حیثیت سے تصنیف و تالیف کا کام کریں - میں خود بھی
س میں شریک ہوں گا مگر اس کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے - بہر حال میں اس پر غور کر رہا ہوں کہ
یہ تجویز کسی طرح عملی صورت اختیار کر لے - زیادہ کیا عرض کروں فقط

محمد اقبال

مولوی شفیع داؤدی صاحب سے کہیئے کہ میں علالت کی وجہ سے لاہور سے باہر نہیں جا سکتا۔
وہ جس روز فرصت ہو لاہور آ سکتے ہیں -

محمد اقبال

Lahore

Dated ______________ 193

[illegible]

محمد اقبال

[illegible]

محمد اقبال

۱۶-۹-۱۹۳۴ کا باقی اصل خط

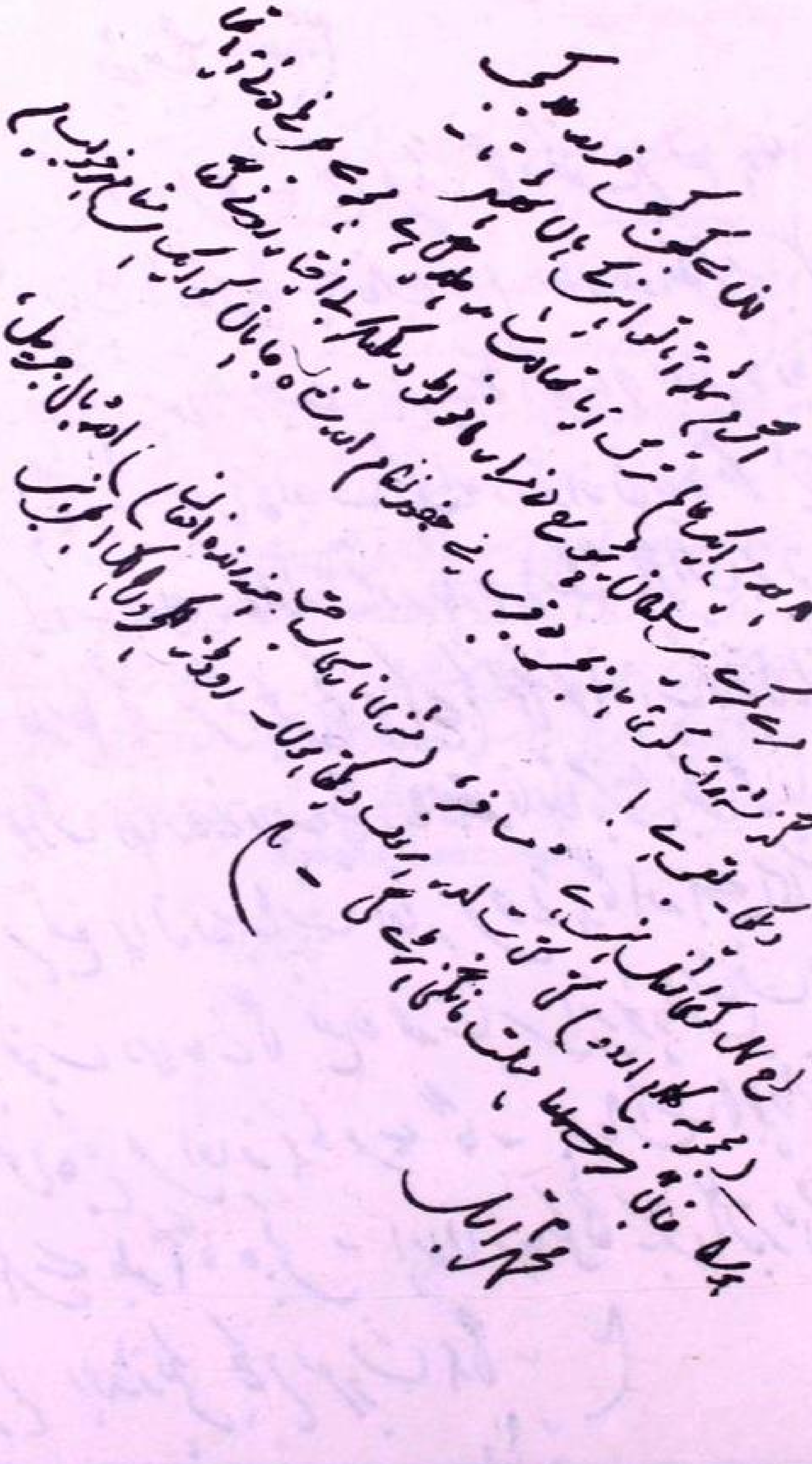

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M.A., Ph.D. LL.D.
Barrister-at-Law

لاہور ۹ اپریل ۳۶ء

شیخ اعجاز صاحب السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے جس سے معلوم ہوا کہ آپ گلے کی تکلیف میں مبتلا ہیں
میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں میرا ایمان ہے کہ بیماراں خدا کے قریب ہیں
اسی ان کے یقینوں کی وجہ سے اس واسطے امید ہے کہ دونوں کی دعا قبول
ہو گی۔ یہاں کے احباب ایک اردو روزنامہ نکالنے کی فکر میں ہیں
کیا آپ اس اخبار کی ادارت کی ذمہ داری لے سکیں گے اگر آپ ہاں تو
جلد مطلع کیجیے نیز یہ بھی لکھیے کہ کس قدر تنخواہ آپ کو قبول ہو گی
جو لوگ اخبار کے لیے روپیہ دیں گے ان کا مقصد تجارتی نہیں ہے بلکہ اگر اخبار
میں نفع ہوا تو وہ سب اخبار ہی کے لیے ہو گا اور اسی کو
تقویت دی جائے گی نفع کی صورت میں ایڈیٹر صاحب کی
تنخواہ میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا۔ بہرحال آپ اس کا جواب
اب جلد لکھیے۔ ابھی زیادہ نہ لکھ سکوں گا تحریر ... مشکل
میں ... معذور ہوں گا۔ والسلام

محمد اقبال

لاہور۔ ۸ر مئی ۳۴ء

ڈیر راغب صاحب۔

السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے۔ میں ابھی تک گلے کی تکلیف میں مبتلا ہوں۔ میں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ میرا خیال ہے کہ ہم دونوں خدا کے قریب ہیں۔ اپنی اپنی مصیبتوں کی وجہ سے۔ اس واسطے امید ہے کہ دونوں کی دعا قبول ہوگی۔ یہاں کے احباب ایک اُردو روزانہ نکالنے کی فکر میں ہیں۔ کیا آپ اس اخبار کی ادارت کی ذمہ داری لے سکیں گے۔ اگر ایسا ہو تو جلد مطلع کیجئے نیز یہ بھی لکھئے کہ کم سے کم کس قدر تنخواہ آپ کو قبول ہوگی۔ جو لوگ اخبار کے لئے روپیہ دیں گے ان کا مقصد تجارتی نہیں ہے بلکہ اگر اخبار میں نفع ہوا تو وہ سب کا سب اخبار ہی کے لئے ہوگا اور اس سے اسی کو تقویت دی جائے گی۔ نفع کی صورت میں ایڈیٹوریل سٹاف کی تنخواہ میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا۔ بہرحال آپ کا جو خیال ہو اس سے جلد آگاہ کیجئے۔ ایران نہ جا سکوں گا۔ ستمبر و اکتوبر کے مہینوں میں رہوڈز لیکچر لکھنے میں مصروفیت ہوگی فقط

Rhodes Lectures

محمد اقبال

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M.A., Ph.D., LL.D.
Barrister-at-Law.

لاہور ۲۲ جولائی ۳۶ء

مخدوم راغب صاحب السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا ہے جس کے لیے شکریہ۔ [illegible] کے لیے دعا فرمائیے۔
[illegible] مجھے یہ سن کر [illegible] ہوا کہ [illegible] اسمبلی [illegible]
کا فیصلہ کیا ہے [illegible] جلد فیصلہ [illegible] ہے۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہے
اس وقت شاید [illegible] وہاں نہ ہو [illegible]
[illegible] ہو جاتی ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مخلص
محمد اقبال

لاہور۔ ۲۲ رجولائی ۳۲ء

ڈیر راغب صاحب۔

السّلام علیکم

آپ کا خط مل گیا ہے۔ جس کے لئے شکریہ قبول فرمایئے اور میرے لئے دعا فرمایئے۔ بھائی رحیم بخش صاحب سے دریافت کر کے مجھے مطلع فرمایئے کہ اسمبلی کے متعلق انھوں نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ اس آگاہی کی جلد ضرورت ہے۔

مولوی شفیع داؤدی صاحب نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ لاہور تشریف لائیں گے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی مصروفیتوں نے انھیں ادھر کے سفر کی اجازت نہیں دی۔ گرمی بھی ادھر کی شدید جس سے مولوی صاحب نے خوف کھایا ہوگا۔ میرا قصد شملہ آنے کا ستمبر میں ہے کیونکہ اس وقت وہاں بارش کا موسم ہے مگر اس وقت شاید مولوی صاحب وہاں نہ ہوں گے کیونکہ اسمبلی کا اجلاس غالباً اگست کے آخر میں ختم ہو جائے گا۔ زیادہ کیا عرض کروں۔

ممکن ہے میں ستمبر میں بھی نہ آسکوں اس واسطے مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کر دیجیے کہ وہ اسمبلی کے اجلاس کے اختتام پہ ایک آدھ روز کے لئے لاہور تشریف لے آئیں۔ بہتر ہوتا کہ وہ شملہ جاتے ہوئے مجھ سے مل لیتے کیوں کہ بعض امور جن کے متعلق اُن سے گفتگو کرنا تھی، ضروری ہیں فقط

(۱۹/۸/۱۹۳۲ کا باقی اصل خط)

محمد اقبال

[illegible]

محمد اقبال

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M.A., Ph.D., LL.D.
Barrister-at-Law

لاہور ۱۶ / اگست ۳۳ء

[illegible]

آپ کا خط ابھی ملا ہے ۔ میں ابھی تک علیل ہوں گو رفتہ رفتہ صحت [illegible]
ہے۔ آواز جو کسی قدر ابھی بیٹھی ہوئی ہے ۔ کم ہو رہی ہے ۔ اطمینان ہے [illegible]
[illegible] ہے جو کچھ ہوتا ہے [illegible] ایک سلسلے کو وقت سے لے کر [illegible]
[illegible] [illegible] ہے ۔ مگر میں ایک قدر [illegible]
آپ [illegible] [illegible] کہ خواہ [illegible] [illegible]
ہو [illegible] بھی جائے [illegible] [illegible]
[illegible] ہے ۔ [illegible]
اور ان کو [illegible] خط [illegible] ۔ اگرچہ اس وقت تک [illegible] کا خط [illegible]
[illegible] جو خط [illegible] اس خط کو [illegible] جواب [illegible]
[illegible] میں [illegible] مسلمانوں [illegible] ہے [illegible]
ہیں کہ ہر [illegible] مخالفت کی ہے بلکہ [illegible]
[illegible] لوگ مسلمانوں میں [illegible] پیدا ہو گئے ۔ زیادہ [illegible]
آپ میرے لئے دعا کریں ۔ امید ہے کہ یہ سلسلہ رک جائے گا ۔ آپ نے [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] مجھ سے [illegible] (اگر [illegible]
اور پھر آ سکیں گے یا نہیں ۔

(باقی اصل خط صفحہ ۷۹ پر دیکھیں)

لاہور - ۱۹ر اگست سنہ ۳۳ء

ڈیر راغب صاحب - السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے۔ میں ابھی تک علیل ہوں اگرچہ عام صحت روبہ ترقی ہے۔ تاہم آواز میں کشائش ابھی نہیں ہوئی۔ حکیم نابینا صاحب کا علاج ہے وہ صحت آواز کا یقین دلاتے ہیں مگر چونکہ بیماری پرانی ہے اس واسطے کچھ مدت کے بعد کامل صحت ہوگی۔

مرتضیٰ صاحب اور آپ کا خیال بالکل درست ہے مگر میں ایک تو بولنے سے قاصر دوسرا آپ خود سمجھتے ہیں کہ اس بات کو خواہ اس کی تہ میں کتنی ہی دردمندی کیوں نہ ہو ذاتیات پر محمول سمجھا جائے گا۔ میں اس بات میں بڑا حساس ہوں اور اس قسم کا الزام میرے لئے دوزخ کی آگ کے برابر ہے۔ مرتضیٰ صاحب کی خدمت میں میری طرف سے سلام کہیے اور ان کو میرا یہ خط دکھا دیجئے۔ اگرچہ اس وقت تک ان کا کوئی خط میرے پاس نہیں آیا تاہم جو خط وہ لکھنے والے ہیں اس خط کو اس کا جواب تصور فرما کر ان کو پڑھا دیجئے۔ میں خود ان سیاسی مسلمانوں کے ہاتھ سے بہت نالاں ہوں اس واسطے نہیں کہ ہر موقع پر انھوں نے میری مخالفت کی ہے بلکہ اس واسطے کہ اس کیرکٹر اور سیرت کے لوگ مسلمانوں میں کیوں پیدا ہوئے۔ زیادہ کیا لکھوں سوائے اس کے کہ آپ میرے لئے دعا کریں۔ امید نہیں کہ میں شملہ آسکوں۔ آپ نے یہ نہیں لکھا کہ مولوی شفیع داؤدی شملہ میں ہیں یا کہیں اور نیز یہ کہ وہ مجھ سے ملنے کے لئے (اگر میں شملہ نہ آیا تو) لاہور میں آسکیں گے یا نہیں۔

معلوم نہیں آپ کا شملہ میں کیا شغل ہے۔ کیا آپ انجمن حمایت اسلام لاہور کے ہفتہ وار اخبار کی جو اردو میں نکلتا ہے ادارت اپنے ذمہ لے سکیں گے۔ ممکن ہے انجمن کوئی مزید ڈیوٹی آپ کو دے کر تنخواہ قریباً ڈیڑھ سو ماہوار کے آپ کو دے سکے۔ اگر ایسا ہو سکتا ہو تو مجھے مطلع کیجئے۔ آپ کی ادارت سے اخبار کو بہت فائدہ پہونچنے کی امید ہے۔

بہت سے امور ہیں جو خطوط میں نہیں لکھے جا سکتے۔ فقط

محمد اقبال

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M.A., Ph.D. LL.D.
Barrister-at-Law

لاہور ۱۶ / ستمبر ۳۲ء

ڈیر [illegible] صاحب

السلام علیکم - آپ کا خط ملا ہے الحمد للہ ہر طرح خیریت ہے
میری صحت عامہ جو کہ ناسازی طبیعت سے بہت اچھی ہو گئی ہے
بلکہ کلام مجید میں ایسی نہ تھی البتہ ابھی تک آواز میں جو اعمال آلات ہے
کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی مگر بہ نسبت سابق کسی قدر فرق ضرور
ہے - باتیں کر سکتا ہوں خطابت نہیں کر سکتا نہ کوئی جا کر
ضروریات پر بحث کر سکتا ہوں - خیال ہے کہ چند ماہ اور ملاحظہ ہو تو
دوبارہ اپنی اصلی حالت پر رجوع کرے گی -

اکبر اعظم کو دیر سے تاخیری دیکھ کر نہایت روحانی تکلیف ہوتی ہے
سنا ہے کہ بے خبری لاعلاج جاتی ہو تو سے علی گڑھ میں فرمایا
ہوا ہے --- الحمد للہ تعالیٰ مبارک کرے - باوجود اسباب مالی کے
مایوس نہ ہونا چاہیے اور دعا ہے خداوند [illegible] چاہیے

درآ بسجدہ و یاری ز خسروان مطلب
کہ روز فقر نیاکان ما چنین کردند

زیادہ کیا عرض کروں امید ہے آپ کا مزاج اچھا ہو گا
میرا ارادہ مسلم آنے کا تھا مگر اب دیکھ رہا ہوں زمانہ سردار صلاح الدین
سلجوقی مضطرب افغان [illegible] دوست ہیں اور عربی زبان کے عالم

(باقی [illegible] صفحہ [illegible])

ہور - ۱۶ر ستمبر ۳۴ء

یر راغب صاحب -

السلام علیکم

پ کا خط کل مل گیا ہے - الحمد للہ کہ خیریت ہے -

یری صحت عامہ حکیم نابینا صاحب کے علاج سے بہت اچھی ہو گئی ہے - بلکہ تمام عمر میں ایسی نہ تھی لبتہ ابھی تک آواز میں جو اصل شکایت ہے کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی گو بہ نسبت سابق قدرے فرق ضرور ہے - تیں کر سکتا ہوں خطابت نہیں کر سکتا نہ کچہری جا کر مقدمات پر بحث کر سکتا ہوں - غالباً ابھی چند ماہ اور لاج ہو گا تو آواز اپنی اصلی حالت پر عود کرے گی -

ایر اسلام کی دین سے بے خبری دیکھ کر سخت روحانی تکلیف ہوتی ہے - سنا ہے اسی بے خبری اور جہالت وجہ سے علیگڑھ میں خرابیاں ہو رہی ہیں - اللہ تعالیٰ فضل کرے - باوجود ان سب باتوں کے مایوس ہونا چاہیئے اور دعا میں پناہ ڈھونڈھنی چاہیئے -

در آ بسجدہ و یاری ز خسروان مطلب
کہ روز فقر نیاگان ما چنیں کردند

یادہ کیا عرض کروں - امید ہے کہ آپ کا مزاج اچھا ہو گا -

ر ارادہ شملہ آنے کا تھا مگر لاہور سے ہل نہ سکا - سردار صلاح الدین سلجوقی - افغانی میرے دوست ہیں اور عربی و ہبی کے عالم - ان سے کبھی کبھی ضرور ملا کیجئے - اگر میں شملہ آتا تو انھیں کے یہاں ٹھہرتا -

ہور میں ایک عالم ترک آیا تھا اب شاید چلا گیا ہے مجھ سے بھی ملنے کے لئے آیا تھا - میرے کمرے میں لطان ٹیپو کے مزار کا فوٹو دیکھ کر بے اختیار رونے لگا -

شتہ رات کوئی چار بجے کے قریب میں نے حضور نظام اور شاہ جاپان کو ایک ہی مقام پر خواب میں دیکھا ب ہے - آج کل کوئی شغل نہیں ہے مسافر' (مثنوی فارسی سیاحت چند روزہ افغانستان) اور ل جبرئیل' (مجموعہ کلام اردو) کی کتابت اور پروف دیکھتا ہوں - رہوڈز لیکچروں کا لکھنا ابھی نہیں ہو سکا - غالباً مہلت مانگنی پڑے گی فقط

محمد اقبال

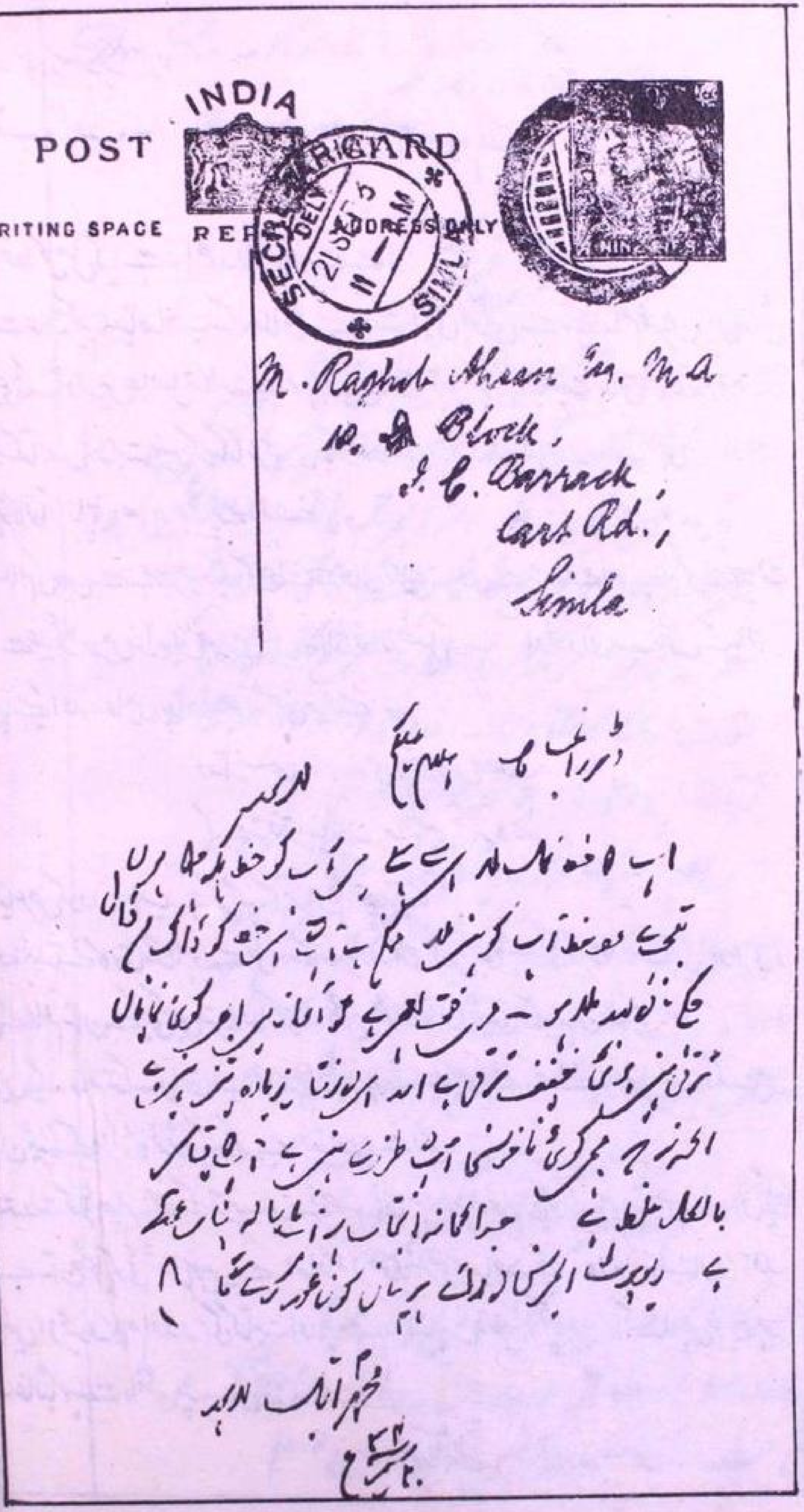
INDIA
POST CARD
WRITING SPACE
ADDRESS ONLY
SECRETARIAT SIMLA
21 SEP
M. Rashid Ahsan Esq. M.A
Block.
I. C. Barrack
Cart Rd.,
Simla
ڈیر راشد صاحب السلام علیکم

ڈیر راغب صاحب۔

السلام علیکم

آپ کا خط کل ملا - اس سے پہلے میں آپ کو خط لکھ چکا ہوں۔ تعجب ہے وہ خط آپ کو نہیں ملا - ممکن ہے آپکے اس خط کو ڈاک میں ڈال چکنے کے بعد ملا ہو۔ میری صحت اچھی ہے گو آواز میں ابھی کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوئی۔ خفیف ترقی ہے اور اس کی رفتار زیادہ تیز نہیں ہے۔ الحمد للہ کہ مجھے کوئی ناخوشی آپ کی طرف سے نہیں ہے۔ آپ کا قیاس بالکل غلط ہے۔ جُداگانہ انتخاب پر آپ کا رسالہ نہایت عمدہ ہے۔ ریورنڈ ایمرسن کی رائے پر یہاں کون غور کرے گا فقط

محمد اقبال - لاہور

۳۰ ستمبر ۳۴ء

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M.A., Ph. D. LL. D.
Barrister-at-Law.

لاہور ۱۰ دسمبر ۱۹۳۶ء

ڈیئر راغب صاحب۔ السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک خط ملا تھا مگر جواب نہ لکھ سکا کیونکہ

میری صحت بہت خراب ہے۔ ابھی تک بستر پر ہوں۔ نیز یہ کہ مجھ کو خواہش ہے کہ

آپ تمام مکتوبات ... بہرحال ... صاحب نے ...

کو اطلاع جا سکتی ہے کہ اردو ترجمہ ... تیار ہے

فقہ اسلامی پر میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ ہاں ان لکچروں میں ایک لکچر

اجتہاد پر ہے۔ البتہ اگر عمر نے وفا کی اور طبیعت کو اطمینان ہوا تو

فقہ جدید کے اصول پر ایک کتاب لکھنے کا قصد رکھتا ہوں۔ علی ہذا القیاس

قرآن شریف پر بعض نوٹ لکھنے کا بھی ارادہ رکھتا ہوں۔ لیکن مشکل یہ ہے

"چہ خیزد یا ... ندم" — مکمل لکچر جو آپ نے دیکھے ہیں انگریزی میں لکھے

تقسیم کیے ہیں — سیاسیات ... ناظر ... تک

... سے ملا ... نصیب ہوتا۔

اگر آپ ... احیاء اسلام ... کی

تو میں ... سلسلہ ... کروں۔ — والسلام

محمد اقبال

...

لاہور - ۱۰ / دسمبر ۱۹۳۴ء

ڈیئر راغب صاحب -

السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا ہے - اس سے پہلے بھی ایک خط ملا تھا مگر مجھ سے جواب لکھنے میں غفلت ہوئی - میری حالت ابھی تک بدستور ہے یعنی یہ کہ صحت عامہ بہت اچھی ہے - مگر گلے کی شکایت میں بہت کم تخفیف ہے - بہر حال حکیم صاحب (نابینا دہلی والے) کا علاج جاری ہے اور وہ صحت کا یقین دلاتے ہیں -

فقہ اسلامی پر میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی ہاں ان لکچروں میں ایک لکچر اجتہاد پر ہے - البتہ اگر صحت رہے اور قلب کو اطمینان ہو تو میں فقہ جدید کے اصول پر ایک کتاب لکھنے کا قصد رکھتا ہوں - علیٰ ہذا القیاس - قرآن شریف پر مفصل نوٹ لکھنے کا بھی ارادہ کر رہا ہوں مگر مشکل یہی ہے "چہ خورد بامداد فرزندم" کیمبرج سوسائٹی نے وہی انگریزی لکچر تقسیم کئے ہیں - رسالہ مساوات کے لئے لکھنے سے قاصر ہوں کہ علالت کی وجہ سے دل یکسو نہیں ہوتا -

اگر آپ لاہور میں انجمن حمایت اسلام کے اخبار کی ادارت کریں تو پھر سلسلہ جنبانی کروں فقط

محمدؐ اقبال

مولوی شفیع داؤدی صاحب کو میری طرف سے مبارکباد دیجیے - ان کو بڑی جدوجہد کرنی پڑی فقط

لاہور

۱۱ مارچ ۳۳ء

ڈیئر [illegible] صاحب — آپ کا خط ابھی ملا ہے۔ آپ کے خط کا جواب

اگرچہ [illegible] ہو گا — [illegible] جو کہ میرے خیالات میں [illegible]

جا رہا ہے۔ [illegible] آپ کے خیالات [illegible]

[illegible] قرآن [illegible] ہو گی۔ [illegible]

جو کہ [illegible] ہے بالکل درست ہے۔ قرآن کی [illegible] ہے

الارض للہ اور حضرت آدم سے [illegible] ارض مستقر اور

متاع [illegible] بلکہ [illegible] اللہ کی [illegible] مسلمان

[illegible] ہے جو [illegible] اگر کوئی مسلمان اپنا

[illegible] تو حکومت [illegible] کرتی ہے [illegible]

[illegible] سمجھا ہے۔

خاک [illegible] امام محمد یا ابو یوسف [illegible] بلکہ [illegible]

[illegible] فرمایا تھا [illegible] جو اس کو زندہ [illegible]

ہے کہ [illegible] ہے [illegible]

[illegible] ہے۔ [illegible] شفقت کا ہے

[illegible] ہے "الارض للہ و رسولہ" [illegible] بلکہ

[illegible] — [illegible]

سے [illegible] ہے۔ [illegible] اور [illegible]

[illegible] اور

لاہور - ۱۱ر دسمبر ۳۴ء

ڈیر راغب صاحب - آپ کا خط ابھی ملا ہے - اس سے پہلے میں آپ کے خط کے جواب میں ایک خط لکھ چکا ہوں - اس مبحث میں جو کچھ میرے خیالات ہیں ان کا اظہار میں "جاوید نامہ" میں کر چکا ہوں، اس کو غور سے پڑھئے - آپ کے خیالات اجمالاً درست ہیں - مفصل گفتگو جب آپ سے ملاقات ہوگی تو انشا اللہ اس وقت ہوگی - مولوی صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے بالکل درست ہے - قرآن میں تو ارض کے متعلق کئی دفعہ آیا ہے - الارض للہ اور حضرت آدم سے بھی یہی کہا گیا کہ تمہارے لئے ارض مستقر اور متاع یعنی فائدہ کی چیز ہے - اسلام کے نزدیک ملکیت صرف اللہ کی ہے - مسلمان صرف اس چیز کا امین ہے جو اس کے سپرد کی گئی ہے - میری رائے میں اگر کوئی مسلمان اپنی پرائیویٹ زمین وغیرہ کا غلط استعمال کرے تو حاکمیت اسلامیہ کا حق ہے کہ وہ اس سے باز پرس کرے - یہی وہ نکتہ ہے اسلام کا جس کو یورپ میں مسولینی نے خوب سمجھا ہے -

غالباً امام محمد یا ابو یوسف سے خلفائے عباسیہ میں سے کسی نے فتویٰ زمین کی ملکیت کے متعلق طلب کیا تھا تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ زمین اس کی ملکیت ہے جو اس کو زندہ رکھ سکے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ زمین کا مالک امام کے نزدیک وہی ہے جو حقیقت میں اپنی محنت سے اسے کاشت کرتا ہے - نہ وہ شخص کہ گھر میں بیٹھا بٹائی لیتا ہے - حضور رسالتمآب نے تو حیوانوں پر بھی شفقت کی ہے اور حکم دیا ہے "المرعی للہ ورسولہ" یعنی چراگاہیں اللہ اور اس کے رسول کی ملکیت ہیں - کسی شخص کی پرائیویٹ ملکیت نہیں ہیں - علیٰ ہذا القیاس بعض احادیث میں دو منزلہ مکان بنانے سے بھی منع فرمایا ہے - غرضیکہ اس معاملہ میں مفصل بحث اور ریسرچ کی ابھی ضرورت ہے - اس پر آج تک کسی نے نہیں لکھا - مسلمان علماء اپنی غفلت سے اسلامی عقائد پر بحث مباحثے کرتے رہے اور

[illegible]

اسلام کے معاشرتی نظام کی طرف کسی نے (شاید سوائے شاہ ولی اللہؒ کے) توجہ نہیں کی۔
اب اس زمانے میں معاشرتی نظام اسلام کی تفصیلات کی ضرورت ہے کیونکہ لوگ موجودہ
زمانے کے اقتصادی سوالات کی وجہ سے عقائد مابعد الطبیعی میں دلچسپی نہیں لیتے۔ بحیثیت
مذہب کے اسلام کی کامیابی کا دارومدار اس پر ہے کہ اس کے معاشرتی نظام کی افضلیت
زمانہ حال کے نظاموں پر ثابت کی جائے۔ یورپ اور اسلام کی رقابت ہمیشہ رہی ہے
مگر اس سے پہلے اس کا انتہائی نقطہ حروب صلیبیہ تھا۔ اب یورپ اور اسلام کی جنگ
تلواروں کی نہیں بلکہ معاشرت کے نظاموں کی ہوگی۔ یعنی فسطائیت، بولشوزم
اور اسلام وغیرہ Plans ہر معرکہ آرا ہوں گے۔ مسلمانوں میں تو اس وقت اس مطلب
کے آدمی موجود نہیں۔ کیا عجب کہ یورپ کے مفکر خود اس نظام کا انکشاف کرلیں۔ یہ امر مشکل
بہت ہے کیونکہ مذہب اسلام پر قرون اولیٰ سے ہی مجوسیت اور یہودیت غالب آگئی
یعنی اسلام کے اصل افکار کو یہودی اور مجوسی افکار نے عوام کی نگاہوں سے چھپالیا۔
میری رائے ناقص میں اسلام آج تک بے نقاب نہیں ہوا۔ افسوس کہ علالت کی
وجہ سے میں آپ کو طویل خط نہیں لکھ سکتا۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے محض اشارات ہیں
ان کی تفصیل اگر آپ سامنے ہوتے تو زبانی عرض کرتا۔ جاوید نامہ کے متعدد مقامات پر
اس مسئلہ کے مختلف پہلو آئے ہیں اس کو شروع سے آخر تک پھر پڑھیے۔ آپ کی
آگاہی کے لئے یہ بھی لکھ دیتا ہوں کہ قرآن نے تقسیم جائداد کے متعلق جو قاعدہ دیا ہے
اس کا اطلاق (میری رائے ناقص میں) زمین پر نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ صرف جائداد
منقولہ کے لئے ہے۔ مگر علماء کی رائے مختلف ہے اور مسلمانوں کی پریکٹس بھی اس بارے
میں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے مختلف ہے۔

محمد اقبال

INDIA

POST CARD

WRITING SPACE REPLY ADDRESS ONLY

SECRETARIAT 21 DEC ... SIMLA

NINE PIES

M. Rashid Ahsan Esq. M.A.
10 D Block,
J. C. Barrack,
Cart Rd.,
Simla.

ڈیر راشد — آپ کا خط ابھی ملا ہے۔ میں خدا کے
فضل سے اچھا ہوں۔ چند روز تک بھوپال جاؤں گا
مسلم لیگ لیڈر آغا خان سے جو طرز عمل آپ جانتے ہیں
نقطہ نظر سے بھی میں نے ان سے گفتگو ہوئی ہے جو
بالآخر کچھ مفید نہیں رہا ہے — آپ کا خط ملنے سے پہلے خواجہ عبدالرحیم
وہاں بھجوا دیا ہے۔ لیکن آپ کو شکریہ کا یہاں بھی ارسال
ایک بات آپ کو بھجوا دیا گیا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے مسعود
اس کا مجھ کو علم نہیں۔ والسلام

محمد اقبال ۳ فروری ۳۶ء

ڈیر راغب صاحب ۔

آپ کا خط ابھی ملا ہے ۔ میں بھی خدا کے فضل سے اچھا ہوں ۔ چند روز تک بھوپال جاؤں گا ۔ مسلم کانفرنس اور لیگ کے متعلق جو طرز عمل آپ چاہیں اختیار کریں ۔ میں خود اُن سے علیحدہ ہوں اگرچہ باقاعدہ استعفےٰ نہیں دیا ہے ۔ آپ کا خط میں نے انجمن خدام الدین کے وہاں بھجوا دیا ہے ۔ وہ آپ کو مطلوبہ کاپیاں بھجوا دیں گے ۔ ایک اس سے پہلے آپ کو بھجوا چکے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے وہ کاپی آپ تک نہیں پہونچی فقط

محمد اقبال ۔ ۵ / فروری ۱۹۳۶ء

لاہور

لاہور ۶ جولائی ۳۶ء

ڈیر راغب احسن۔ آپ کا خط ابھی ملا ہے۔ الحمد للہ کہ خیریت ہے
جو کچھ آپ نے لکھا ہے سب کچھ درست و بجا ہے۔ بلکہ ایک بیان
لکھا پڑا ہے جس میں لفظ ملت پر بحث کی گئی تھی سمجھا جاتا تھا مگر اس
خیال سے موقوف کر دیا کہ یہ بیان زیادہ تفصیلات کا محتاج
ہے اور میری طبیعت میں ابھی ضعف و نقاہت ہے
مسٹر جناح غالباً کل پہنچیں گے آپ کا خط ان کو
دکھا دیا جائے گا۔ امید ہے کہ آپ کا اخبار ترقی پر ہوگا
باقی خدا کے فضل سے خیریت ہے۔ آپ کے خط کا شکریہ
ملتوی نہ کیجئے۔ والسلام

محمد اقبال

لاہور - ۶ ؍ جون ۳۶ء

ڈیر راغب احسن

آپ کا خط ابھی ملا ہے - الحمد للہ کہ خوب ہے - جو کچھ آپ نے لکھا ہے سب کچھ میرے خیال میں ہے - بلکہ ایک بیان لکھا ہوا موجود ہے جسے میں اخبارات میں بھیجنا چاہتا تھا مگر اس خیال سے معرض التوا میں ڈال دیا کہ یہ بیان زیادہ تفصیل کے ساتھ پارلیمنٹری بورڈ کی طرف سے شائع ہو - مسٹر جناح غالباً کل آئیں گے - آپ نے اچھا کیا جو ان کو خط لکھ دیا - امید ہے کہ ان کو آپ کا خط مل گیا ہو گا - باقی خدا کے فضل سے خیریت ہے - آپ کے خط میں کوئی کٹنگ ملفوف نہ تھی فقط

محمد اقبال

جاوید منزل

لاہور

۳۱ مارچ ۱۹۳۶ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ افسوس ہے میں علالت کی
وجہ سے آپ کے پچھلے دونوں خطوط کا جواب نہیں دے سکا۔ میں کل مورخہ یکم اپریل کو
دہلی بغرض علاج جا رہا ہوں۔ اور دو روز کے قیام کے بعد واپس آ جاؤں گا۔
اب میری صحت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آگے کی نسبت اچھی ہے۔ والسلام

محمد اقبال

جاوید منزل - لاہور
۳۱ مارچ ۳۷ء

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ،
افسوس کہ میں کاہلی کی وجہ سے آپ کے پچھلے دونوں خطوط کے جواب نہیں دے سکا۔ میں کل مورخہ یکم اپریل کو دہلی بغرض علاج جا رہا ہوں اور دو روزہ کے قیام کے بعد واپس آ جاؤں گا۔
اب میری صحت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آگے کی نسبت اچھی ہے۔

والسلام

محمد اقبال

Dr. Sir Mohammed Iqbal
BAR-AT-LAW
MAYO ROAD
Lahore

۱۰ر ستمبر ۳۷ء 193

ڈیر راغب صاحب

السلام علیکم

آپ کا ایک مختصر خط ملا۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ آپ کے دل کو کیا ہوا ہے۔ یہ خیال کر کے
مجھے بہت تعجب ہوا کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ مجھے لیگ سے ہمدردی نہیں۔ اگر اعلیٰ
ہے تو یہ ہے کہ میں لیگ کا ایک ممبر ہوں اور ایک عرصہ تک اس کا صدر رہ چکا ہوں اور اس وقت بھی پنجاب
لیگ کا صدر ہوں۔ البتہ یہ افسوس ہے کہ میں اپنی علالت اور نیز ضعف بصارت
اور ضعف بصارت کی وجہ سے عمل کی سرگرمیوں میں کوئی عملی حصہ لینے سے محروم ہوں۔
اس وقت مسلمانوں کے لیے صرف ایک راہ ہے کہ وہ مسٹر محمد علی جناح کی
قیادت میں اپنی تنظیم کریں۔ مجھ کو ان کی دیانت پر مکمل اعتماد ہے۔
آپ مہربانی کر کے میری طرف سے اس غلط فہمی کو جو پیدا ہو گئی ہے دور کر دیں اور مجھے لیگ کا
بہی خواہ سمجھیں۔ والسلام

محمد اقبال

۲۳ ستمبر ۳۷ء

ڈیر راغب صاحب۔

السلام علیکم

میں ایک مختصر پیغام آپ کو بھیج چکا ہوں۔ امید ہے کہ مل گیا ہوگا۔ یہ خیال کر کے مجھے بہت تعجب ہوا کہ بنگال میں یہ خیال ہے کہ مجھے لیگ سے ہمدردی نہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں لیگ کے ایک سالانہ اجلاس کا صدر رہ چکا ہوں اور اس وقت بھی پراونشل لیگ کا صدر ہوں۔ ہاں یہ افسوس ہے کہ طویل علالت اور نیز ضعف قلب اور ضعف بصارت کی وجہ سے حال کی تحریکوں میں کوئی عملی حصہ لینے سے محروم ہوں۔

اس وقت مسلمانوں کے لئے یہی راہ عمل کھلی ہے کہ وہ مسٹر محمد علی جناح کی قیادت میں اپنی تنظیم کریں۔ مجھ کو ان کی دیانت پر کلّی اعتماد ہے۔

آپ مہربانی کر کے میری طرف سے اس خیال کی پُرزور تردید کریں کہ مجھے لیگ سے دلچسپی نہیں فقط

محمد اقبال

لاہور

۲۶ جون

محبی اصغر صاحب

سلام علیکم

حضرت قبلہ والد صاحب کا نامہ مشت

میں نے آپ کا خط پہنچا دیا۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ مسلم انڈیا سوسائٹی سے میرا صرف اسی

(۱) وہ شریعت کے معاشی پہلو کو واضح

کا تعلق ہے وہ میں نے کہ دیا [illegible] اشارہ کیا تھا کہ (۲) [illegible] ایک سوسائٹی نہیں

چاہیے۔ جس کا سیاسیات سے کوئی تعلق نہ ہو۔ افسوس ہے کہ [illegible] والا صاحب

نے شروع ہی میں مخصوص [illegible] جیسے یہ سوسائٹی میں نے قائم کی۔ اس کے

متعلق ایک [illegible] اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ مسلمان نوجوان

اگر اپنی طرف سے اس قسم کی ایک یا [illegible] سوسائٹیاں بنا کر کام کریں تو ظاہر ہے

کہ ان کی [illegible] کوشش کو ہر شخص ہمدردی کی نظر سے دیکھے گا۔ یہی تعلق

مجھے اس سوسائٹی سے ہے۔ نہ اس سوسائٹی کی ابتدائی تحریک کی اور نہ اس کی

مجلس میں حصہ لیا۔

باقی احوال [illegible] مرزا صاحب [illegible]

[illegible] حضرات ۔ صدر صاحب سے بھی ملاقات ہوئی ۔ مسٹر رضائی سے تفصیل سے بات چیت [illegible]

[illegible] آکر [illegible] ذریعہ آپ کی [illegible] گزر گیا [illegible]

[illegible] سیاسیات میں [illegible] کو [illegible]

زیادہ [illegible] ریشہ [illegible] مسلمانوں کی [illegible] خیال [illegible]

ہو گیا ہے ۔

امید ہے آپ [illegible] ۔ [illegible] آپ کی [illegible]

[illegible] اجازت نہیں دیتی [illegible] لیکن [illegible] متعلق [illegible]

[illegible] مطالعہ [illegible] ہے [illegible] اگر [illegible]

[illegible] لکھنا [illegible] ۔ [illegible]

آپ کا مخلص

نیازی

لاہور - ۱۲ر جون

مجبی راغب صاحب

السلام علیکم -

حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب مدظلہٗ کی خدمت میں آپ کا خط پہنچا۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ مسلم انڈیا سوسائٹی سے میرا صرف اتنا ہی تعلق ہے کہ میں نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ اسلام اور شریعت کے معاشی پہلو کو واضح کرنے کے لئے اس قسم کی ایک سوسائٹی بننی چاہیئے۔ جس کا سیاسیات سے کوئی تعلق نہ ہو۔ افسوس ہے درانی صاحب نے ٹروتھ میں یہ غلط بات لکھ دی کہ جیسے یہ سوسائٹی میں نے قائم کی ہے۔ اس کے متعلق ایک تردیدی بیان اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ مسلمان نوجوان اگر اپنی طرف سے اس قسم کی ایک یا متعدد سوسائٹیاں بنا کر کام کریں تو ظاہر ہے ان کی اس کوشش کو ہر شخص ہمدردی کی نظر سے دیکھے گا۔ یہی تعلق مجھے اس سوسائٹی سے ہے۔ نہ اس سوسائٹی کی میں نے تحریک کی اور نہ اس کی تاسیس میں حصہ لیا۔

بیت المال کے متعلق ڈاکٹر صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ ضرور قائم ہونا چاہیئے لیکن بہتر یہ ہے کہ مسٹر جناح ہی اس کے صدر رہیں۔ دوسرے حضرات کو شامل کرنا گویا برطانوی حمایت کا ایک ذریعہ پیدا کرنا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ممکن ہے کہ چند مہینوں میں اسلامی سیاسیات میں کوئی اہم تبدیلی رونما ہو اور شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاسی روش اور زیادہ نمایاں ہو جائے۔

امید ہے آپ کا مزاج اچھا ہوگا۔ رسالہ جو آپ نے لکھا ہے اس کی تقریظ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ اول تو میری صحت اس امر کی اجازت نہیں دیتی ثانیاً اگر میں نے لکھ دیا تو پھر دنیا بھر کی طرف سے تقریظات کا مطالبہ ہونے لگے گا جس کا پورا کرنا ممکن نہیں فقط

آپ کا مخلص

نیازی

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M.A., Ph. D.
Barrister-at-Law,
Lahore.

ڈاکٹر صاحب [illegible]

السلام علیکم۔ آپ کا خط ابھی ملا ہے۔ [illegible] دمشقی آپ کی تحریر شائع [illegible]
ایک [illegible] کو [illegible] کرنا چاہیے۔ [illegible] کانفرنس [illegible] ۲۵ تاریخ کو
پڑھے جانے والے [illegible] ہے
[illegible] ان کا [illegible]
[illegible] لعنت [illegible] خلاف [illegible] لوگ جانتے ہیں [illegible]
[illegible] ۲۵ اور ۲۹ تاریخ کو [illegible] آتا ہے
[illegible] فیصلہ [illegible] نہیں ہوا۔ مجھے
کانفرنس [illegible] خدا [illegible] آپ
[illegible] دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ [illegible] اختلافات [illegible] محفوظ
رکھے [illegible] ہو۔ مسئلہ [illegible] کو سلامت [illegible]
[illegible] ایک بات [illegible] سمجھا جائے [illegible] معاملات میں
[illegible] ہے۔
[illegible] مجھ [illegible] آپ [illegible]
عرب [illegible] بعض [illegible] ہے [illegible]
[illegible] عربی [illegible] ترجمہ [illegible] سمجھ جائے۔ عربی ترجمہ [illegible]
[illegible] بغدادی [illegible] کو [illegible]

ڈیر راغب احسن صاحب -

السلام علیکم -

آپ کا خط ابھی ملا ہے - نظام قرعلی کے متعلق آپ کی تجویز نہایت عمدہ ہے - اس کے لئے پوری کوشش کرنی چاہیئے - مسلم کانگریس کی ورکنگ کمیٹی ۲۵ رمارچ کو ہونے والی ہے - اس کے سامنے بھی یہ تجویز پیش ہو تو بہت بہتر ہے - آپ مولوی مظہر الدین صاحب ایڈیٹر الامان دہلی کو توجہ دلائیں - ان کو پہلے بھی اس کا خیال ہے -

مشترکہ اجلاس کے میں بھی خلاف تھا مگر اور لوگ چاہتے ہیں کہ اجلاس ہو - مولوی شفیع صاحب بھی موافق نہیں - بہر حال دیکھیئے ۲۵ ر اور ۲۶ ر مارچ کو کیا ہوتا ہے -

کانفرنس کا سالانہ اجلاس کہاں ہوگا اس کا فیصلہ تاحال نہیں ہوا -

مجھے کانفرنس میں بھی اختلاف کے آثار معلوم ہوتے ہیں خدا خیر کرے آپ اپنے اوقات خاص میں دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے اختلافات سے محفوظ رکھے جس کی بنا محض شخصیت پرستی پر ہو - سلیکٹ کمیٹی کے متعلق مجھے کچھ معلوم نہیں نہ میں کبھی اس بات کی کوشش کرتا ہوں کہ مجھے بھیجا جائے - ایسے معاملات میں میری جو روش پہلے رہی ہے وہی اب بھی ہے -

عرب نوجوان کا مضمون بہت سطحی ہے - یہ محض ہندوؤں کے پروپیگنڈا کا اثر ہے - آپ اس کا جواب ضرور لکھیں - عربی میں ترجمہ کرا کر اسی اخبار کو بھیجنا چاہیئے - عربی ترجمہ اس کا علیگڑھ کے مولوی حقی بغدادی کر دیں گے - میں خود ان کو اس بارے میں لکھوں گا -

افسوس علماء اسلام میں رجال سیاسی سے بھی زیادہ اختلاف ہے -

میں جانتا ہوں انجام اس کا
جس معرکے میں ملا ہوں غازی !

زیادہ کیا عرض کروں - میں ۲۴ ر کی شام کو دہلی جاؤں گا اور وہاں دو تین روز قیام کروں گا امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا - اگر کلکتہ کے سوداگر جن کا آپ نے ذکر کیا ہے تکمیل تعلیم کے لئے مصر اور یورپ بھیج دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑا کار خیر ہوگا - مجھے آپ سے خدمت اسلام کی توقع ہے - اپنے دوست سے میرا سلام کہیئے -

مخلص محمد اقبال

انگریزی خطوط

Dr. Sir. Mohd. Iqbal. Kt.
M. A., Ph. D.
Barrister-at-Law,
Lahore.

8th Apr. 1933

I have great pleasure in testifying to the great ability of Mr. Rashid Ahsan M.A. of Calcutta. He is one of the most promising youngmen I have ever met; and if he finds an opportunity of prosecuting his studies in Sociology in Europe, I am sure, he will prove a most valuable asset to Islam & India.

Mohammad Iqbal
Bar-at-Law
Lahore

۸ ر اپریل ۱۹۳۳ء

میں بہت مسرت کے ساتھ جناب راغب احسن ایم-اے- کلکتوی کی قابلیت کی تصدیق کرتا ہوں - وہ ان چند نوجوانوں میں سے ہیں، جنھیں میں نے صدردرجہ لائق پایا ہے اور جن سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ مستقبل میں اپنے جوہر دکھائیں گے - مجھے یقین ہے کہ اگر انھیں یورپ میں علم عمرانیات کے مطالعہ کا موقع مل سکے تو وہ اسلام اور ہندوستان کے لیے بہت قیمتی اثاثہ ثابت ہوں گے -

محمد اقبال
بار ایٹ لا
لاہور

8th April, 1933

I have great pleasure in testifying to the great ability of Mr. Raghib Ahsan, M.A. of Calcutta. He is one of the most promising youngmen I have ever met, and if he finds an opportunity of prosecuting his studies in Sociology in Europe, I am sure, he will Prove a most valuable asset to Islam and India.

Mohammed Iqbal
Bar-at-Law,
Lahore.

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M. A., Ph. D.
Barrister-at-Law,
Lahore.

3rd Dec. 1933

My dear Raghib Ahsan,

Thanks for your letter & the enclosed cutting. I drafted a statement a moment ago which I hope will reach you in due course.

Yours sincerely
Muhammad Iqbal

۳ر دسمبر ۱۹۳۳ء

عزیزمن راغب احسن !

آپ کے مراسلہ اور تراشہ کے لیئے شکر گذار ہوں -
میں نے تھوڑی دیر پہلے ایک بیان تحریر کیا ہے جو توقع
کے مطابق ، جلد ہی آپ تک پہنچ جائے گا -

آپ کا مخلص
محمد اقبال

3rd December, 1933

My dear Raghib Ahsan,

Thanks for your letter and the enclosed cutting. I drafted a statement a movement ago which I hope will reach you in due course.

Yours Sincerely,
Mohammed Iqbal.

Dr. Sir Mohd. Iqbal. Kt.
M.A. Ph.D.
Barrister-at-Law.
Lahore.

12th Dec 1933

Dear Rafique Ahsan,

I hope you received the full text of my statement which I sent to you the very day it was published. I think Pt. Jawahar Lal Nehru has issued a statement in reply to mine. If so please send the full text of it to me as early as possible.

Yours sincerely
Muhammad Iqbal

۱۲ر دسمبر ۱۹۳۳ء

ڈیر راغب احسن :

مجھے توقع ہے کہ میرے بیان کا مکمل متن موصول ہو چکا ہوگا۔ میں نے یہ بیان اشاعت کے روز ہی روانہ کر دیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ پنڈت جواہر لعل نہرو نے میرے بیان کے جواب میں اپنا بیان جاری کیا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر براہ کرم اس بیان کا مکمل متن جلد از جلد روانہ فرما دیں۔

آپ کا مخلص
محمد اقبال

12th December, 1933

Dear Raghib Ahsan,

I hope you received the full text of my statement which I sent to you the very day it was published. I think Pundit Jawarher Lal Nehru has issued a statement in reply to mine. If so please send the full text of it to me as early as possible.

Yours sincerely,
Mohammed Iqbal.

Dr. Sir Mohd. Iqbal, Kt.
M.A. Ph.D.
Barrister-at-Law
Lahore

6th March 34

My dear Raghib

I think it best to write to Fazl Rahimtoola & I will do so. But you should ask Mr. Shafee Daudi to draft a letter & send it on to me. It shd. be signed by both of us.

I hope you will send me your detailed views about Democracy & Capitalism as soon as possible.

I am enclosing two copies of Edward Thompson's (a well-known literary man in England) review of my book. It is interesting in many ways, & you may like to publish it in your paper. Please send the other copy to the Star of India (Calcutta).

Please also note that the writer of this review confuses my scheme with "Pakistan". I propose to create a Muslim Province *within* the Indian federation; the "Pakistan" scheme proposes a separate federation of Muslim Provinces in the North West of India *outside* the Indian federation and directly related to England.

Do not fail to point it out in your introductory comment & draw the attention of the Editor of the Star India also to this point.

Hoping you are well.

Yours sincerely,
Mohammad Iqbal

6th March, 1934.

My dear Raghib,

I think it best to write to Fazil Rahmat-ullah and I will do so. But you should ask Mr. Shafi Daudi to draft a letter and send it on to me. It should be signed by both of us.

I hope you will send me your detailed views about democracy and constitution as soon as possible.

I am enclosin g two copies of Edword Thompson's (a well- known literary man in England) review of my book. It is interesting in many ways and you may like to publish it in your paper. Please send the other copy to the Star of India (Calcutta).

Please also note that the author of this review confuses my scheme with "Pakistan". I propose to create a Muslim province within the India Federation, the Pakistan scheme proposes a separate federation of muslim provinces in the North West of India outside the Indian Federation and directly related to England.

Do not fail to point it out in your introductory comments and draw the attention of the editor of Star of India also to this point.

Hoping you are well.

Yours sincerely,

Mohammed Iqbal,
Lahore

۶ مارچ ۱۹۳۴ء

عزیز من راغب!

میرا خیال ہے یہ بات زیادہ مناسب ہو گی کہ میں فاضل رحمت اللہ سے سلسلہ جنبانی کروں اور یہی کروں گا۔ لیکن آپ شفیع داؤدی صاحب سے فرمائیں کہ وہ اپنا خط تحریر فرما کر مجھے ارسال کر دیں اس خط پر ہم دونوں کے دستخط ہوں گے۔

مجھے توقع ہے کہ آپ مجھے، جمہوریت اور آئین کے بارے میں اپنے خیالات سے جلد از جلد آگاہ کریں گے۔

Edword Thom Son

میں اس خط کے ساتھ اپنی کتاب کے بارے میں ایڈورڈ تھامسن کا تبصرہ ارسال کر رہا ہوں۔ ایڈورڈ تھامسن انگلستان کی مشہور ادبی شخصیت ہیں۔ یہ تبصرہ، مختلف وجوہ کی بنا پر، دلچسپ ہے اور شاید یہ تبصرہ آپ کے جریدہ میں اشاعت کے لیے مناسب ہی رہے۔ دوسری کاپی "اسٹار آف انڈیا" (کلکتہ) کو روانہ کر دیجیے۔

براہ کرم نوٹ فرمالیں کہ اس تبصرہ کا مصنف اس مغالطہ کا شکار ہے کہ جیسے میری تجویز "پاکستان کی اسکیم"[1] سے تعلق رکھتی ہے۔

جہاں تک میری تجویز کا تعلق ہے، وہ یہ ہے کہ انڈین وفاق کے اندر ایک مسلم صوبہ تخلیق کیا جائے جبکہ پاکستان اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کے شمال و مغرب کے مسلم صوبوں کا ایک ایسا وفاق تشکیل دیا جائے جو انڈین فیڈریشن سے علیحدہ ہو اور انگلستان سے براہ راست وابستہ ہو۔

آپ اپنے تعارفی کلمات میں اس نکتہ کی وضاحت کے ساتھ ساتھ "اسٹار آف انڈیا" کے مدیر کی توجہ بھی اس نکتہ کی جانب منعطف کروا دیجیے گا۔

خدا کرے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال

---

[1] علامہ اقبال کی مراد خطبہ الہ آباد (۱۹۳۰ء) میں پیش کردہ اسکیم سے ہے۔

MONOGRAM	112	seal

INDIA POSTS AND TELEGRAPHS
INDIAN POSTS AND TELEGRAPHS DEPARTMENT NO.

Received here at --- H --- M

LAHORE 11-18 RAGHIB AHSAN M.A.
2 CANNING LANE NEW DELHI

PLEASE COME LAHORE SOON - EXPENSES PAID.

SIR MOHAMMED IQBAL

مہر نئی دہلی

انڈین پوسٹ اینڈ ٹیلی گراف ڈیپارٹمنٹ

لاہور ۱۱-۱۸ راغب احسن ایم-اے- ۲ کیننگ لین نیو دہلی

براہ کرم جلد از جلد لاہور تشریف لائیں- اخراجات
ادا کیئے جا چکے ہیں۔

سر محمد اقبال

(اصل خط (ٹیلیگرام) صفحہ ۱۲۸ پر دیکھیں)

INDIA

POST CARD

WRITING SPACE

ADDRESS ONLY

Mr. Raghib Ahsan M.A.
The Young Men's Muslim
Association,
South Malaka,
Allahabad.

Lahore
15th. Mar 1934.

My dear Raghib,

Thanks for your letter. I am afraid I possess no copies of my speeches in Europe. They were all extempore & I did not keep any notes. The speeches in Rome, Cairo & Madrid had nothing to do with Politics. Of course you are at liberty to edit & publish my addresses if you so desire. I want your thoughts about Islam as a factor in the future reconstruction of the world. Yours &c

Muhammad Iqbal

لاہور

۱۵ مارچ ۱۹۳۴ء

عزیز من راغب!

آپ کے مراسلہ کے لیئے شکر گزار ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ دورانِ قیامِ یورپ کی تقاریر کی نقلیں محفوظ نہیں ہیں۔ جملہ تقاریر فی البدیہہ تھیں اور میں ان تقاریر کے کلیدی نکات کے پرچے بھی محفوظ نہ رکھ سکا۔ روم، قاہرہ اور میڈرڈ کی تقاریر سیاسی نوعیت کی نہ تھیں۔ ہاں آپ چاہیں تو میری تقاریر کی تدوین کا کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ مجھے دنیا کی تشکیلِ نو میں اسلام کے کردار کی بابت آپ کے خیالات سے آگہی حاصل ہو جائے۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال

15th March, 1934.

My dear Raghib,

Thanks for your letter. I am afraid I possess no copies of my speeches in Europe. They were all extempore and I did not keep any notes. The speeches in Rome, Cario and Madrid had nothing to do with politics. Of course you are at liberty to edit and publish my addressess if you so desire. I want your thoughts about Islam as a factor in the future reconstruction of the world.

Yours sincerely,

Mohammed Iqbal.

Private & Confidential

Bhopal

12th Feb. 1935

My dear Maulana Shafi,

I received your letter this morning & wrote a reply immediately. I have now spoken to the gentleman mentioned in your letter. I hope we shall be able to do something for the young man. The circumstances are difficult. But I hope to tell you something more definite after a few days. Tell R. to keep in touch with me.

Yours sincerely

Mohammad Iqbal

R = Raghib Ahsan

Bhopal.

Private and Confidential

12th February, 1935

My dear Maulana Shafi,

I received your letter this morning and wrote a reply immediately. I have now spoken to the gentleman mentioned in your letter. I hope we shall be able to do something for the young man. The circumstances are difficult. But I hope to tell you something more definite after a few days . Tell R * to keep in touch with me.

Yours sincerely,

Mohammed Iqbal.

R * = Raghib Ahsan.

بھوپال

ذاتی اور خفیہ

۱۲ر فروری ۱۹۳۵ء

محترمی مولانا شفیع صاحب،

آج ہی آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا، جس کا جواب فوری طور پر ارسال کر دیا گیا ہے۔ آپ نے اپنے مراسلہ میں جن صاحب کا تذکرہ کیا ہے، ان سے گفتگو ہو گئی ہے اور مجھے توقع ہے کہ وہ اس نوجوان کے لیے کچھ نہ کچھ کر سکیں گے۔ حالات مشکل ہیں لیکن میں چند روز کے بعد تیقن کے ساتھ بتا سکوں گا۔ براہ کرم "ر" سے کہیں کہ وہ میرے ساتھ رابطہ رکھیں۔

آپ کا مخلص

"ر" راغب احسن

Private and confidential

Lahore

13th August, 1937.

Dear Raghib Sahib,

Your scheme of Arab Federation seems to be good. But in a matter like this mere book knowledge is of very little help. A very accurate knowledge of ~~accurate~~ local conditions based on personal observation and a correct estimate of facts and figures is absolutely necessary. An outsider cannot go beyond making only a general suggestion such as Federation of Arab States. This suggestion is already before the Arabs. How it should be worked out in detail is a matter which, as I have said above, requires accurate knowledge of actual facts.

I do not know whether your paper has noticed a statement recently issued by Sir Mohammad Yakoob. It is a very unwise statement especially at the present moment and must be severely criticised by Muslim Press. Sir Mohammad Yakoob advises Moslems, to ~~make~~ settle matters with non-muslims in their individual provinces without any reference to the position of Muslims as an All India minority.

Such an advice comes from a Muslim at a time when the Congress provinces are wholly ruled and directed by the Congress policy is most mischievous, and is suspected an inspired one. People here generally fear that in view of rapidly changing world situation and the possibilities of a war

(باقی اصل خط صفحہ ۱۲۵ پر دیکھیں)

ذاتی اور خفیہ

لاہور — ۱۳ / اگست ۱۹۳۷ء

عزیزم راغب!

عرب فیڈریشن کی بابت آپ کی تجویز اچھی معلوم ہوئی ہے۔ لیکن ایسے معاملات میں "کتابی علم" پر انحصار چنداں مددگار ثابت نہیں ہوتا۔ مقامی صورتِ حال کی درست معلومات بہم ہونے کے ساتھ ساتھ حقائق کا صحیح جائزہ اور ذاتی مشاہدہ ضروری ہوتا ہے۔

عرب ریاستوں کے وفاق کی بابت تجویز ایک ایسا شخص ہی پیش کر سکتا ہے جو عرب دنیا کے لیے "بیرونی" (یا اجنبی) ہو۔ اس غرض سے عہدہ برآ ہونے کے لیے یہ امر ازبس ضروری ہے کہ حقیقی حالات کا صحیح جائزہ لیا جائے۔ مجھے نہیں معلوم ہے کہ آپ کے جریدہ نے اس بیان کا نوٹس بھی لیا ہے یا نہیں۔

موجودہ حالات کے پیشِ نظر یہ بہت غیر دانشمندانہ بیان ہے اور مسلم پریس اسے آڑے ہاتھوں لے گا۔ سر محمد یعقوب نے برصغیر کے مسلمانوں کو جو مشورہ دیا ہے اس کی حیثیت کسی ایسے مشورہ جیسی نہیں ہے جو من حیث القوم ہندوستان کی مسلم اقلیت کے لیے دیا جا سکتا ہو۔ یہ مشورہ ایسے وقت دیا گیا ہے جب کانگریس راج کے صوبوں میں کانگریسی پالیسی کی عمل داری ہے۔ یہ مشورہ خاصہ شرارت آمیز ہے اور غالباً کسی کے ایما پر دیا گیا ہے۔

یہاں یہ خیال عام ہو چلا ہے کہ تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کے نتیجہ میں یورپ یا مشرقِ بعید میں جنگ ناگزیر ہو چکی ہے اور ایسی صورت میں کمیونل ایوارڈ Communal Award کے بارے میں حکومتِ ہندوستان کا رویہ بھی تبدیل ہو رہا ہے۔ حکومتِ ہندوستان ہندوؤں کی خوشنودی کی خاطر اپنے مسلمان ایجنٹوں کے ذریعہ مختلف مسلم صوبوں میں کمیونل ایوارڈ Communal Award منسوخ کروا سکتی ہے۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہندوستان میں فی الوقت ایک بھی ایسا مسلم سیاستدان موجود نہیں ہے جس کی آنکھیں اسلام کے مستقبل اور ہندوستان کے مسلمانوں پر مرکوز ہوں۔ مسلم پریس کے لیے ضروری ہو چلا ہے کہ وہ کانگریس کے ساتھ حکومتِ ہندوستان کو بھی بے جگری کے ساتھ بے نقاب کرے۔ کیونکہ حکومت اپنے پرانے دشمن کے ساتھ اتحاد کے لیے کوشاں ہے۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال

Private and Confidential

Lahore,
13th August, 1937

Dear Raghib Sahib,

Your scheme of Arab Federation seems to be good. But in a metter like this mere book knowledge is of very little help. A very accurate knowledge of local conditions based on personal ob servation and a correct estimate of facts and figures is obsolutely necessary.

An outsider can not go beyound making only a general suggestion such as federation of Arab States. This suggestion is already before the Arabs.How it should be worked out in detail is a matter which as I have said above requires accurate knowledge of actual facts.

I do not know whether your paper has noticed a statement recently issued by Sir Mohummed Yakoob. It is a very unvise statement especially at the present moment and must be severly criticised by Muslim Press. Sir Mohummed Yakoob advises muslims in their individual provinces without any reference to the position of Muslims as an All India Minority such an advice coming from a Muslim at a time when the Congress policy is most mischivious and is suspected and inspired one.People here generally fear that in view of radically changing situation and the possibilities of a war either in Europe or in the Far East, the Government of India's attitude towards the Communal Award is also changing. In order to please the Hindus they may get the Communal Award abrogated by their muslim agents in the various muslim provinces. It is unfortunate th at there

either in Europe or in the Far East. The government of India's attitude towards the Communal Award is also changing. In order to please the Hindus they may get the Communal Award abrogated by their Muslim agents in the various Muslim provinces. It is unfortunate that there is no muslim politician in India whose eyes have a correct vision of future of Islam and muslims in India. It is necessary for the muslim press to ruthlessly to unmask both the Congress and the ~~muslim~~ Govt of India which is now seeking an alliance with its old enemy.

Yours sincerely

Mohammed Iqbal

(۱۳/۸/۱۹۳۷ کا باقی اصل خط)

is no muslim politician in India whose eyes have a correct vision of future of Islam and muslims of India. It is necessary for the muslim press to ruthlessly to unmask both the congress and the Government of India which is now seeking an allian ce with its old enemy.

Yours sincerely,

Mohammed Iqbal.

[illegible] Sir [illegible]

ATO ROAD

L. 19th Sept 1937

I am extremely sorry that on account of a prolonged illness I am unable to attend the Palestine and League Conferences at Calcutta. I have no doubt that under the guidance of Sir Abdur Rahman the Palestine Conference will be able to discover some effective mode of protest against the the present British policy in Palestine. The League conference too will I hope be able to give a clear lead to Indian Moslims in matters which are likely seriously to effect the future of Islam and Moslims in India.

Mohammed Iqbal

MAYO ROAD

Lahore, 19th September, 1937.

I am extremely sorry that on account of a prolonged illness I am unable to attend the Palestine and League Conference at Calcutta. I have no doubt that under the guidance of Mr. Abdul Rehman - the Palestine Conference will be able to discover some effective mode of protest against the present British Policy in Palestine. The League Conference, too, will, I hope, be able to give a clear lead to Indian Muslims in matters which are likely seriously to effect the future of Islam and muslims in India.

Mohammed Iqbal.

۱۹ ستمبر ۱۹۳۷ء

مجھے بے حد افسوس ہے کہ میں طویل علالت کے باعث کلکتہ میں منعقد ہونے والی فلسطین اور لیگ کانفرنسوں میں شرکت سے معذور ہوں۔ مجھے توقع ہے کہ فلسطین کانفرنس، مسٹر عبدالرحمٰن کی زیرِ صدارت، فلسطین کے بارے میں موجودہ برطانوی حکمتِ عملی کے خلاف موثر احتجاج کا طریقہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔

مجھے توقع ہے کہ لیگ کانفرنس ہندوستانی مسلمانوں کو ایسے تمام سنجیدہ مسائل کے بارے میں واضح قیادت فراہم کرنے میں کامیاب ہو سکے گی جو اسلام کے مستقبل اور ہندوستانی مسلمانوں پر اثر انداز ہو سکیں گے۔

محمد اقبال

C-3.

(اس ٹیلیگرام کا ترجمہ صفحہ نمبر ۱۱۷ پر دیکھیں)

112

INDIAN POSTS AND TELEGRAPHS DEPARTMENT

No.

Received here at ______ H. ______ M.

= C MK LAHORE 11-18 RAGHIBAHSAN M A 2 CANNING LANE

NEW DELHI

= PLEASE COME LAHORE SOON EXPENSES PAID

= SIR MOHAMED IQBAL

NEW DELHI 11 MAR

The sequence of entries at the beginning of this telegram is—class of telegram, time handed in, serial number (in the case of [illegible] telegrams only), office of origin, date, service instructions (if any) and number of words.

This form must accompany any inquiry respecting this Telegram.

MGIPPAh.—1807—10-9-36—48[illegible]

تعارف

تحریکِ پاکستان کے سرکردہ رہنما علامہ راغب احسن مرحوم

کی شخصیت، کردار اور قومی خدمات

تلخیص : سید منیر علی جعفری

علامہ راغب احسن کا شمار برصغیر کے اُن درویش صفت اکابر اور رہنماؤں میں ہوتا ہے جو سیاست کو ملّی اور قومی خدمت کا ایک موثر ذریعہ اور عبادت تصور کرتے تھے۔ وہ تحریکِ پاکستان کے قائدین میں منفرد مقام رکھتے تھے - انہوں نے تحریکِ پاکستان کو عوامی سطح پر مقبول بنانے میں اپنے عظیم کارنامے انجام دیئے اور تہذیبی اور سیاسی محاذ پر ایسے ایسے معرکے سَر کئے کہ جناب حسین شہید سہروردی مرحوم انہیں تحریکِ پاکستان کی "ٹینک فورس" علیگڑھ کے ممتاز فلسفی ڈاکٹر ظفر الحسن "سیف الملت" مارشل قدوائی "ملت کی بھٹی میں نکھرا ہوا کندن" اور مولانا شفیع داؤدی "نسل جدید کا محمد علی" کہا کرتے تھے - اُن کی عظمت کا ایک اور روشن ثبوت یہ ہے کہ بابائے قوم قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ انہیں مسلمانوں کا "عمدہ سیاہی Ideal Lighter" کہا کرتے تھے اور ان پر فخر کرتے تھے۔ وہ اہم قومی اور ملّی مسائل پر ان سے مشورہ بھی لیا کرتے تھے اور ان کی رائے کو خاص اہمیت بھی دیتے تھے۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی: "یہ مولانا راغب احسن ہی جو مجھ کو سنہ ۱۹۴۵ء میں گوشۂ عزلت سے نکال کر جہادِ پاکستان کے پلاٹ فارم پر لائے۔ راغب صاحب کل ہند جمعیۃ علماء اسلام کی کلکتہ میں بنیاد رکھنے کے بہت پہلے جبکہ میں ڈھابیل میں تھا مجھ کو سیاست میں لانے کے لئے زور دے رہے تھے۔ مولانا راغب احسن نے ساری زندگی ملت کے لئے وقف کردی ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ، جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ شبان المسلمین اور جہادِ پاکستان کے لئے ان کی خدمات نہ صرف لائق تحسین و آفرین بلکہ قابلِ تقلید ہیں۔"

برّصغیر کا یہ عظیم قائد ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء میں نیودیہہ ضلع گیا (بہار) میں پیدا ہوا - ان کی عملی سیاست کا آغاز تحریکِ خلافت میں شمولیت سے ہوا جبکہ وہ طالب علم تھے - یہ سنہ ۱۹۲۱ء کا زمانہ تھا - انہیں اس موقع پر جیل جانا پڑا - جیل میں ان کے ساتھ ایک عزیز

دوست سید محمد عثمان بھی تھے۔ ان دونوں نے قید و بند کی حالت میں اپنے آپ سے یہ عہد کیا کہ وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے بعد اپنی تمام تر صلاحیتیں اور توانائیاں قوم و ملت کی خدمت پر صرف کریں گے۔ رہائی کے بعد انہوں نے اپنا یہ عہد پورا کر دکھایا۔

انہوں نے کلکتہ یونیورسٹی سے معاشیات، عمرانیات اور سوشل سائنس میں ایم۔ اے کیا۔ اس کے ساتھ ہی اسلامی تاریخ اور دینی علوم کا وسیع مطالعہ بھی کیا۔ اس کے بعد وہ پوری طرح سے قومی اور ملی خدمات کے لیئے مستعد ہو گئے۔

آل انڈیا یوتھ لیگ :

۱۹۳۰ء میں علامہ اقبالؒ نے مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ الہ آباد میں مسلمانانِ ہند کے لیئے لائحہ عمل پیش کیا تو علامہ راغب ہی وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے ۱۹۳۱ء میں ایک میثاق کے ذریعہ اپنی تمام زندگی حکیم الامت کے تجویزہ نظریہ کو عملی جامہ پہنانے میں صرف کرنے کا اعلان کیا اور انہوں نے آل انڈیا یوتھ لیگ قائم کی۔ نوجوانوں کی اس لیگ کی پہلی کانفرنس ڈاکٹر سر شفاعت احمد خاں اور مولانا حسرت موہانی کی صدارت میں کلکتہ میں اسی سال منعقد ہوئی۔ علامہ راغب نے اس موقعہ پہ ایک فکر انگیز کتاب "میثاق فکر اسلامیت اور استقلال ملت" شائع کی۔ اس کتاب کو علامہ اقبال نے بے حد سراہا۔

کانفرنس کے فوراً بعد انہوں نے پورے جنوبی ایشیا کا دورہ کیا اور ہر صوبہ میں یوتھ لیگ کی شاخیں قائم کیں۔ علاوہ ازیں ملک کے نوجوانوں کا سیاسی اور ملی شعور بلند کرنے کے لیئے انہوں نے متعدد کتابچے شائع کیئے اور مضامین تحریر کیئے۔ اس لٹریچر کے مطالعہ سے مسلم نوجوانوں میں آزادی حاصل کرنے کا شوق جنون کی حد تک پیدا ہو گیا۔ اسی سال علامہ نے کل ہند مسلم کانفرنس بمبئی کے اجلاس میں شرکت کی اور مجلس عاملہ کے رکن منتخب ہوئے۔ کانفرنس کے صدر سر آغا خاں اور چیئرمین علامہ اقبالؒ تھے۔

۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۵ء :

۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۵ء تک علامہ راغب نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ (۱۹۳۵ء) کے سلسلہ میں متعدد مسلم رہنماؤں کے ساتھ مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ اور جداگانہ حق رائے دہی

منوانے کے لیئے زبردست جدوجہد کی - انہوں نے اس ضمن میں متعدد کتابیں شائع کیں - ان میں
History of Community Electrote in India
The political case of India
(ھندوستان کا سیاسی مقدمہ) اور
"Whole Muslims Want in India" (ھندوستان میں مسلمان کیا چاہتے ہیں ؟) قابل ذکر ہیں -

یہ کتابیں تاریخی دستاویزات کی حیثیت رکھتی ہیں - اس مسلسل کاوش کا نتیجہ یہ نکلا کہ حکومت نے مسلمانانِ ہند کے حقوق تسلیم کر لیئے اور انہیں جداگانہ انتخابات کا حق دے دیا - اس طرح ایک علیحدہ وطن کے قیام کے لیئے راہ ہموار ہو گئی - اسی زمانہ میں مولانا شوکت علیؒ کی خواہش پر قائد اعظمؒ نے لندن سے واپس آ کر کُل ہند مسلم لیگ کی قیادت سنبھالی -

یوتھ لیگ کا مسلم لیگ میں انضمام :

۱۲ر جنوری ۱۹۳۵ء کو دہلی میں علامہ اقبالؒ اور علامہ راغبؒ نے قائد اعظمؒ سے ملاقات کی - اس میں ہند کے مستقبل کے بارے میں غور کیا گیا - اس ملاقات کے بعد علامہ اقبالؒ نے علامہ راغب احسنؒ کو یہ ہدایت کی کہ وہ یوتھ لیگ سے اپنی وابستگی ختم کر کے قائد اعظمؒ کی قیادت میں کام کریں - علامہ راغب نے اس ہدایت پر عمل کیا اور انڈیا ایکٹ کی منظوری کے بعد کلکتہ واپس آ کر اپنا تمام وقت مسلم لیگ کے لیئے وقف کر دیا - وہ بنگال میں قائد اعظمؒ کے قریبی دوست اور مشیر ثابت ہوئے -

کلکتہ میں مسلم لیگ کی جدید تنظیم :

۱۹۳۷ء میں علامہ راغب نے کلکتہ میں مسلم لیگ کو عوامی سطح پر اس طرح منظم کیا کہ یہ جماعت کلکتہ میں سب سے زیادہ موثر اور فعال جماعت بن گئی - اسی سال انہوں نے ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کی جس میں انہوں نے " آزاد ہند میں آزاد اسلام " کے عنوان سے خطبہ پیش کیا - اس کی لاکھوں کاپیاں چھپوا کر مسلمانانِ ہند میں تقسیم کی گئیں - اس سے مسلمانوں میں ملی غیرت جاگ اٹھی اور مسلمانوں میں آزادی کی لہر ایک نئے جذبہ کے ساتھ دوڑ گئی - کلکتہ کانفرنس پر تبصرہ کرتے ہوئے انگریزی روزنامہ اسٹیٹسمین Statesman نے لکھا

Calcutta has shown the way Lucknow conference shall go

اسی سال عبدالرحمٰن صدیقی، جو بعد میں مشرقی پاکستان کے گورنر ہوئے، نے کلکتہ میں فلسطین کانفرنس منعقد کی۔ انہوں نے علامہ اقبالؒ سے صدارت کے لیئے درخواست کی، علالت کی وجہ سے علامہ اقبال نے شرکت سے معذوری ظاہر کی۔ صدیقی صاحب نے اصرار کیا خطبۂ صدارت ہی لکھ کر بھیج دیا جائے۔ علاّمہ نے جواب دیا کہ

"موجودہ علالت میں میرے لیئے خطبہ لکھ کر بھیجنا بھی ممکن نہ ہو سکے گا۔
خطبہ لکھنے کے لیئے آپ مجھ سے کہتے ہیں حالانکہ آپ کے پاس
راغب احسن موجود ہیں۔"

صدیقی صاحب نے علامہ اقبال کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے علاّمہ راغب احسن سے کانفرنس کے لیئے خطبہ لکھنے کی فرمائش کی۔ علاّمہ نے نہایت جامع خطبہ تحریر کر کے بھیج دیا۔ اس خطبہ کو کانفرنس میں بہت پسند کیا گیا۔

مسلم لیگ کے دستور و قوانین :

۱۹۳۸ء میں علامہ نے مسلم لیگ کا دستور اور مسلم لیگ نیشنل گارڈز کے دستور و قوانین مرتب کر کے شائع کیئے۔ مسلم لیگ کے دستور پر تبصرہ کرتے ہوئے دہلی کے رسالہ "طلوعِ اسلام" نے لکھا کہ

"یہ قانونچہ مسلم لیگ کو شائع کرنا چاہیئے تھا لیکن مولانا راغب احسن نے یہ کام کیا۔ کلکتہ مسلم لیگ نے ہندوستان کی تمام مسلم لیگ کے دفاتر سے زیادہ لٹریچر شائع کیا ہے۔"

اسی سال علامہ راغب بنگال صوبائی مسلم لیگ کی آئین کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے اور انہوں نے بنگال مسلم لیگ کا دستور اور لائحہ عمل ترتیب دیا جو بلاترمیم منظور کر لیا گیا

بنگال کے مسلم لیگی رہنما علامہ کا بہت احترام کرتے تھے - اسی دور میں قائد اعظمؒ نے علامہ کو ھندوستان بالخصوص بنگال کے سیاسی حالات سے متعلق ہر ہفتہ تفصیلی رپورٹ بھیجنے کی ہدایت کی - آپ یہ کام پابندی سے کرتے رہے - قائد اعظمؒ ان رپورٹوں کو خاص اہمیت دیتے تھے اور ان سے استفادہ کرتے تھے - قائد اعظمؒ نے بے شمار خطوط علامہ کو لکھے - اگر ان خطوط اور سیاسی رپورٹوں کو مرتب کر کے شائع کر دیا جائے تو تحریکِ پاکستان کی داخلی تاریخ کے متعدد گوشے بے نقاب ہو سکتے ہیں -

یومِ نجات :

اسی دوران ہندوستان میں کانگریسی وزارتوں کا قیام عمل میں آیا - یہ دور مسلمانوں کے لیئے بڑا صبر آزما تھا کیونکہ کانگریسی وزارتوں نے مسلمان اقلیت پر ظلم ڈھانا شروع کر دیا تھا. علامہ راغب اس صورتحال سے سخت مضمحل ہوئے - انہوں نے انگریزی اور اردو میں کئی کتابچے شائع کر کے کانگریسی مظالم کا پردہ چاک کیا -

کل ہند جمعیت علمائے اسلام :

علامہ راغب احسن کو پورا احساس تھا کہ تحریکِ پاکستان میں تقویت پیدا کرنے کے لیئے علماء اسلام کا اشتراک اور ان کی حمایت ضروری ہے - چنانچہ انہوں نے اس مقصد کے لیئے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور بعض دیگر علماء کو پاکستان کی حمایت پر آمادہ کیا - اس کے بعد علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لیئے یہ کام کیا گیا کہ ۱۱ر جولائی ۱۹۴۵ء میں کل ھند جمعیت علمائے اسلام کا قیام عمل میں آیا - ۲۸ر اکتوبر کو کلکتہ میں مسلم لیگ کے زیر اہتمام علماء کرام کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی اس میں بہت سے علماء مشائخین اور صوفیہ نے شرکت کی اور پاکستان کی بھرپور حمایت کا اعلان کیا گیا - یہ دیکھ کر جمعیت علمائے ہند ششدر رہ گئی اور اس کا زور بڑی حد تک ٹوٹ گیا - علماء اسلام کے اس اتحاد کے دوررس نتائج برآمد ہوئے اور تحریکِ پاکستان میں جان پڑ گئی - اسی دور میں انہوں نے دو اہم کتابیں "سیاسیات و تعمیرِ نو" - "حرکات تطہیر اور حرکات پاکستان" شائع کیں - ان کا اثر علماء کرام پر مثبت پڑا -

۱۹۴۶ء تا ۱۹۴۷ء :

جیسے جیسے قیام پاکستان کا وقت قریب آتا گیا علامہ کی مصروفیات میں بے پناہ اضافہ ہوتا گیا۔ انہیں کھانے پینے کا بھی ہوش نہیں رہتا تھا۔ زیادہ تر وقت مسلم لیگ کے دفتر میں گزرتا تھا۔ کبھی قائدین سے ملاقات کر رہے ہیں، کبھی عوام سے رابطہ قائم کر رہے ہیں کبھی پیش آنے والے حالات کا جائزہ لے رہے ہیں۔ الغرض کوئی لمحہ ایسا نہ تھا جب انہیں قیام پاکستان کی فکر نہ رہتی ہو۔ خدا خدا کر کے وہ پُر مسرت لمحات آپہنچے جب قیام پاکستان کا اعلان کیا گیا۔ علامہ راغب احسن کو ایسی خوشی زندگی میں کبھی حاصل نہیں ہوئی تھی جیسی اس دن ہوئی وہ نشۂ مسرت میں مخمور نظر آتے تھے اور ایک اطمینان سا محسوس کر رہے تھے۔ ایسا اطمینان جیسا ایک سپاہی فتح کے بعد محسوس کرتا ہے۔

پاکستان کے قیام کے بعد علامہؔ کی خدمات :

پاکستان کے قیام کے بعد وہ فوری طور پر پاکستان نہیں آئے بلکہ کلکتہ ہی میں مقیم رہے۔ انہوں نے وہیں پر اسلامی آئین، نظریات اور اصولوں سے متعلق ایک کتاب انگریزی میں لکھی جو "پاکستان کامن ویلتھ" کے نام سے شائع ہوئی۔ انہوں نے دو[2] اور معیاری کتابیں شائع کیں جن کے نام یہ ہیں

۱۔ (اصول معاشیات اسلام)

1. The principle of Islamic Economics

۲۔ (ہندوستان میں مسلمان قوم کی تاریخ تعمیر)

2. The History of the Making of the
the Muslim Nation in India

۱۹۴۸ء میں کانگریس حکومت انہیں گرفتار کرنا چاہتی تھی لیکن وہ گرفتاری سے پہلے ہی پاکستان چلے آئے اور انہوں نے ڈھاکہ میں سکونت اختیار کر لی۔ پاکستان آکر وہ آرام سے نہیں بیٹھے بلکہ اس ملک کو صحیح معنوں میں اسلامی بنانے کے لئے مسلسل جدوجہد میں مصروف رہے۔ وہ پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی مملکت دیکھنا چاہتے تھے۔

علامہ راغب احسن اور ان جیسے بزرگوں کی کوششیں رنگ لائیں چنانچہ ۱۲ مارچ

۱۹۴۹ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے کراچی میں قرارداد مقاصد یعنی دستور پاکستان کو منظور کیا۔ اس قرارداد میں یہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ "پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے جس کی بنیاد اللہ رب العالمین کی حاکمیت مطلق اور رسول رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور قرآن و سنت کی تعلیمات، اسلام کا نظام جمہوریت، اخوت، مساوات، عدالت عمرانی، ربوبیت و رحمت عامہ ہے۔

اسی سال علامہ راغب احسن نے پاکستان کے نئے حالات اور نئے تقاضوں کے تحت جمعیت علمائے اسلام کا دستور وغیرہ از سر نو ترتیب دیا۔

پاکستان کے قائم ہوتے ہی ہندوستان کے ان علاقوں میں جہاں مسلمان اقلیت میں تھے فسادات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ لاکھوں مسلمان مارے جا رہے تھے اور ان کے گھر لوٹے جا رہے تھے۔ ہندوؤں کی درندگی سے تنگ آکر مسلمانوں کی ہجرت کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور ہزاروں مسلمان روزانہ وطن چھوڑ کر پاکستان چلے آ رہے تھے۔ یہ بڑی نازک صورت حال تھی۔ علامہ راغب نے ہندوستان کی مظلوم مسلم اقلیت کے حقوق کے تحفظ کے لئے ایک تنظیم قائم کی جس کا نام League for Protection of Minorities in India (ہندوستان میں اقلیتوں کے تحفظ کی جماعت) رکھا۔ اس جماعت کے تحت انہوں نے کانگریسی حکومت پر یہ دباؤ ڈالا کہ وہ ملک میں مسلمانوں کے تحفظ کی ذمہ دار ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے پاکستان میں مہاجرین کی آبادکاری اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے اپنی خدمات تیز تر کر دیں۔ انہوں نے اسی زمانہ میں ہندوستان کے اقلیتی فرقوں کی حمایت میں انگریزی زبان میں ایک کتاب تحریر کی جو ڈھاکہ سے شائع ہوئی اس کا نام

تھا۔

اقبال اکادمی :

یہ پہلے ہی واضح کیا جا چکا ہے کہ علامہ راغب احسن کو طالب علمی کے زمانہ سے ہی علامہ اقبال سے بے پناہ عقیدت تھی اور انہوں نے یہ عہد کر رکھا تھا کہ اپنی تمام زندگی شاعر مشرق کے نظریات کو عملی جامہ پہنانے میں گزار دیں گے۔ جب انہیں سیاسی محاذ سے

ذرا فرصت ملی تو انہوں نے ادبی محاذ پر کام شروع کر دیا اور وہ مرکزی اقبال اکادمی کے نائب صدر منتخب ہوئے - اقبال اکادمی کا قیام بھی انہیں کی تجویز پر عمل میں آیا تھا - برصغیر میں وہ پہلے فرد تھے جنہوں نے اس کے قیام کی تجویز پیش کی تھی اور مسلمانان ہند کو اس کی افادیت اور اہمیت کا احساس دلایا تھا - علامہ راغب کو شاعر مشرق سے کس قدر عقیدت تھی اس کا اندازہ ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے جو وہ اکثر کہا کرتے تھے

"مجھے تقریباً ۲½ سال تک علامہ اقبالؒ کا قرب و نیاز حاصل رہا -
اب تک میں نے کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی ہے - میرے پیر و مرشد
علامہ اقبالؒ ہیں "

شاعر مشرق علامہ اقبال بھی علامہ راغب کا خاص خیال رکھتے تھے - ان سے بڑی محبت رکھتے تھے اور ملی اور سیاسی معاملات میں ان کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کرتے تھے - یہ سلسلہ انہوں نے آخری وقت تک جاری رکھا -

اسلامی آئین :

۱۹۵۳ء میں علامہ راغب احسن ڈھاکہ سے کراچی آ گئے اور تقریباً ایک سال تک اپنے اہل و عیال سے دور رہ کر اسلامی آئین کے نفاذ، آزادیٔ صحافت، آزادیٔ کشمیر اور دوسرے مسائل کے سلسلہ میں جدوجہد کرتے رہے - اسی زمانہ میں آئینی مسائل پر غور و خوض کرنے کے لیئے کراچی میں پورے ملک کے علماء کا ایک کنونشن منعقد ہوا - علامہ راغب احسن نے جمعیت علماء اسلام کے ایک سرکردہ لیڈر کی حیثیت سے خاص طور پر کنونشن میں شرکت کی - اس دور میں حکومت کی طرف سے ایک عبوری آئین نافذ کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی - علامہ راغب نے سرکردہ علماء کے تعاون سے اس کوشش کو ناکام بنا دیا اور اسلامی آئین کی تدوین کے لیئے حکومت کو مجبور ہونا پڑا -

علامہ راغب اور حسین شہید سہروردی :

علامہ راغب احسن، حسین شہید سہروردی سے گہری عقیدت رکھتے تھے - انہوں نے کلکتہ میں ان کے شانہ بشانہ آزادی کی جنگ لڑی تھی اور ان کے بہت قریب رہے تھے - وہ سہروردی صاحب کی سیاسی بصیرت، خلوص و ایثار اور قوم سے محبت کے دل سے قائل تھے - وہ حصولِ

پاکستان میں سہروردی صاحب کی بے لوث خدمات اور قربانیوں کے تذکرے کرتے رہتے تھے۔ یہ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ جب سہروردی صاحب قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۰ء میں کلکتہ سے ڈھاکہ تشریف لائے تو برسراقتدار طبقہ نے ان کے ساتھ سخت بے اعتنائی برتی اور انہیں ہتک آمیز خطابات سے نوازا۔ ان کے سیاسی تجربات اور بصیرت سے فائدہ اٹھانے کی بجائے ان پر حکومت اور مسلم لیگ کے دروازے بند کر دیئے۔ علامہ راغب نے سہروردی صاحب کے خلاف گمراہ کن پروپگنڈہ کا سدّباب کرنے کے لیئے انگریزی میں ایک کتاب "He is that Suharwardy" شائع کی۔ اس میں انہوں نے حقائق کا انکشاف کیا۔ اس کتاب کے چھپنے سے سہروردی صاحب کی شخصیت نکھر کر سامنے آگئی اور ان کے سیاسی مخالفین سخت شرمندہ ہوئے۔ سہروردی صاحب نے ملک و قوم کی خدمت کے لیئے مجبوراً ایک نئی سیاسی جماعت قائم کی۔ اس کا نام عوامی لیگ رکھا۔ یہ جماعت ان کی وفات تک قائم رہی۔ ان کے بعد اس کی زمام شیخ مجیب الرحمٰن کے ہاتھ آگئی۔

۱۹۵۴ء میں سہروردی صاحب کو مرکزی کابینہ کی رکنیت پیش کی گئی۔ سہروردی صاحب سابقہ برسراقتدار طبقہ کی بے اعتنائیوں اور معاندیتوں سے اس قدر متنفر ہو چکے تھے کہ بیرون ملک چلے گئے تھے۔ انہوں نے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا۔ اس موقع پر مشہور صحافی جناب نرتیڈ۔ اے سلیری صاحب نے سہروردی صاحب سے ملاقات کی ادھر علامہ راغب نے طویل خط وکتابت کے ذریعہ سہروردی صاحب کو کابینہ میں شرکت کے لیئے آمادہ کر لیا اور سہروردی صاحب ملک وملّت کی خدمت کے جذبہ کے تحت کابینہ میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے ۲۰ دسمبر ۱۹۵۴ء کو وزیر قانون کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ انہوں نے پاکستان کے دستور ۱۹۵۶ء اوّل (جسے آئین ساز اسمبلی نے مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے نمائندوں اور لیڈروں کے اتفاق رائے سے منظور کیا) کی تدوین میں شاندار اور تاریخی خدمات انجام دیں۔

سہروردی صاحب کچھ عرصہ کے بعد بیمار پڑ گئے اور علاج کے لیئے سوئٹزرلینڈ تشریف لے گئے۔ ان کی علالت نے شدت اختیار کر لی۔ علامہ راغب کو جب یہ خبر ملی تو انہیں بے حد صدمہ ہوا۔ وہ سہروردی صاحب کی اتنی قدر کرتے تھے اور ان سے اتنی عقیدت رکھتے تھے

کہ انہوں نے ان کی صحت کے لیئے راتوں کو جاگ کر دعائیں کیں۔ علامہ راغب کے ایک دیرینہ عقیدت مند مولانا عبدالسلام، لائبریرین، نیشنل بنک آف پاکستان، کراچی کا کہنا ہے کہ علامہ راغب نے سہروردی صاحب کی سوانح Biography بھی مرتب کی تھی جو وہ شائع کرنا چاہتے تھے۔ اس کا مسودہ سہروردی صاحب کے پاس تھا لیکن افسوس کہ وہ سہروردی صاحب کے اچانک انتقال کے بعد گم ہوگیا۔ اس طرح قوم سہروردی صاحب سے متعلق علامہ کی ایک نہایت اہم اور قیمتی تصنیف سے محروم ہوگئی۔

انقلابی دور :

علامہ راغب نے اپنی زندگی کا تمام تر حصہ پاکستان کے حصول کی جدوجہد اور اس کی تعمیر کے لیئے گزارا تھا اور وہ اس وطن کو اسلام کا عظیم گہوارا، خطۂ امن اور رشکِ چمن دیکھنا چاہتے تھے لیکن افسوس کہ انہی کی زندگی میں وہ وقت بھی آگیا جب یہ وطن دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ اس وقت مولانا راغب کے دل پر کیا گزری اس کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ مشرقی پاکستان کے بنگلہ دیش میں تبدیل ہوتے وقت جو ہولناک سانحہ پیش آیا اس کا صدمہ علامہ برداشت نہیں کر سکے اور ان پر فالج کا حملہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے بعد زندگی تو دے دی لیکن ان کی زبان میں لکنت اور ہاتھوں میں رعشہ آگیا تھا اور وہ بے حد کمزور ہو چکے تھے لیکن انہوں نے حوصلہ قائم رکھا اور مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے اتحاد کے لیئے اپنی کوششیں جاری رکھیں نیز ایک کتاب "The New Comes From East" لکھی جو ان کی آخری یادگار کتاب ثابت ہوئی۔ اسی زمانہ میں کمزوری کے باوجود وہ حج کے لیئے تشریف لے گئے۔ وہ جب تک حجاز میں رہے پاکستان کے استحکام کے لیئے دعائیں کرتے رہے۔

سقوط ڈھاکہ کے بعد :

سقوط ڈھاکہ کے وقت علامہ ڈھاکہ میں موجود تھے اور تمام روح فرسا واقعات اپنی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ وہاں قتل و غارت گری کے سیلاب میں ان کی ذاتی لائبریری سے تحریک پاکستان سے متعلق کئی قیمتی دستاویز اور اہم مواد ضائع ہوگیا ان میں علامہ اقبال

اور قائد اعظمؒ کے وہ خطوط بھی شامل تھے جو انہوں نے علامہ راغب کو وقتاً فوقتاً تحریر کیے تھے۔ یہ سانحہ ان کے لیے اتنا عظیم تھا کہ علامہ دو دن تک کھانا بھی نہ کھا سکے۔ ان خطوط کے ضائع ہونے کا دکھ انہیں زندگی بھر رہا۔

اسی زمانہ میں شیخ مجیب الرحمن پاکستان سے رہا ہو کر بنگلہ دیش پہنچے۔ انہوں نے علامہ راغب کو ملاقات کا پیغام بھیجا اور انہیں بنگلہ دیش میں قیام کی صورت میں ہر قسم کی سہولتیں دینے کا یقین دلایا۔ شیخ مجیب، سہروردی صاحب سے علامہ کے گہرے تعلقات کی وجہ سے ان کا بے حد احترام کرتے تھے اور انہیں اپنا بزرگ اور مربّی کہتے تھے لیکن علامہ کو ان کی پالیسیوں سے سخت اختلاف تھا اس لیے انہوں نے ملاقات سے انکار کر دیا اور بنگلہ دیش میں رہنے کی بجائے پاکستان میں قیام کو ترجیح دی۔ الغرض وہ مارچ ۱۹۷۴ء میں پاکستان آگئے۔

سقوط ڈھاکہ کے ہولناک مناظر نے ان کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے۔ چنانچہ کراچی آنے کے بعد وہ پوری طرح صحت یاب نہیں ہو سکے لیکن اسی ناتوانی کے عالم میں وہ بساط بھر ملک و قوم کی خدمت کے لیے مستعد رہے۔ ان کے دل و دماغ پر ہر وقت بس ایک ہی فکر مسلط رہتی تھی اور وہ تھی اسلام اور ملت اسلامیہ کی فکر۔ اسی ایک فکر میں وہ شب و روز شمع کی طرح جلتے اور برف کی طرح گھلتے رہے۔

عظیم شخصیت :

علامہ راغب کی شخصیت کتنی عظیم اور تابناک تھی اس کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو ان کے زیادہ قریب رہے ہیں۔ ان کی عظمت اور ان کی خدمات کا اعتراف علامہ اقبالؒ قائد اعظمؒ اور متعدد سیاسی رہنماؤں نے کیا اور ان کے مشوروں سے ان کے معاصرین نے فائدہ اٹھایا۔ حتیٰ کہ ان کے سیاسی مخالفین بھی ان کی بے حد عزت کرتے تھے۔ وہ عزم و ہمت، ایمان و ایقان، صبر و استقلال اور اخلاق کا ایک مثالی نمونہ تھے۔ وہ اس قدر نڈر اور بے باک تھے کہ صحیح بات بڑے سے بڑے جابر اور آمر کے سامنے کہتے ہوئے نہ جھجکتے تھے۔ گویا انہوں نے ساری زندگی اس حدیث شریف پر عمل کیا

"جابر سلطان کے آگے کلمۂ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔"

لیکن علامہ کو اس بے باکی اور حق گوئی کی بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑی۔ ان کی تاریخ ساز شخصیت کو ہدفِ ملامت بنایا گیا۔ انہیں جان سے مارنے کی دھمکیاں دی گئیں۔ ان پر باعزت زندگی بسر کرنے کے دروازے بند کرنے کی کوشش کی گئی اور بعض متعصب، تنگ نظر اور خود غرض سیاسی لیڈروں نے ان کی کردار کشی کے لیئے ان کے خلاف طرح طرح کی جھوٹی افواہیں پھیلائیں لیکن علامہ اقبال کے اس مردِ قلندر نے کبھی کسی کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ وہ غلام محمد جیسے مطلق العنان گورنر جنرل، اسکندر مرزا جیسے فرعون صفت حکمراں اور ایوب خاں جیسے آمر کو بھی ان کی غلط پالیسیوں پر ٹوکنے اور ان کی گرفت کرنے سے باز نہیں رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ کسی سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ اور قرآن پاک کی اس آیت پر غیر متزلزل ایمان رکھتے تھے

"کسی میں کوئی قوت نہیں بجز اللہ کے۔ (الکہف ۱۸/۳۹)

سقوطِ ڈھاکہ کے بعد جب بنگال میں غیر بنگالیوں کو دوبارہ نشانۂ ظلم و ستم بنایا گیا تو کئی ماہ تک لوگ بہت خائف و ہراساں رہے لیکن علامہ اپنے مکان کے بیرون کمرے میں جو لبِ سڑک تھا اور خطرہ سے خالی نہ تھا اطمینان کے ساتھ باہر کی کھڑکی کھولے ہوئے بستر پر بیٹھے یا لیٹے ہوئے اپنے معمولات میں مشغول رہتے تھے۔ اگر کسی نے ان سے اندر کے کمرے میں منتقل ہونے کی درخواست کی تو انہوں نے جواب دیا "تم لوگ میری فکر نہ کرو، میں اللہ کی حفاظت میں ہوں اور کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔" اس کے بعد سے جب تک وہ وہاں رہے باہر کے کمرے ہی میں ڈٹے رہے۔

علامہ راغب احسن پختہ عزم کے مالک تھے جس بات کا وہ عزم کر لیتے تھے اس پر سختی سے ڈٹے رہتے تھے۔ پاکستان، اسلام اور ملت اسلامیہ کی خدمت کی۔ جو کٹھن راہ آپ نے اختیار کی اس پر آخر دم تک قائم رہے اور اپنے اصولوں کا کبھی سودا نہیں کیا۔ وہ اکثر لوگوں کو یہ مشورہ دیا کرتے تھے کہ "آپ جب ایک مرتبہ کسی نیک کام کا عزم کر لیں تو اس پر سختی سے ڈٹ جائیں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔" علامہ کی صفات میں قابلِ ذکر توکل، حق گوئی، فیاضی، دردمندی اور سادگی تھی۔ وہ علم کا دریا تھے۔ وہ حقیقی معنوں میں مفکر، مجتہد اور مخلص سیاسی رہنما تھے۔

وفات :

علامہ راغب جتنے عظیم انسان تھے ان کی موت بھی اتنی ہی عظیم اور قابلِ فخر ہوئی ۔ ۲۸ نومبر ۱۹۷۵ء کو حسبِ معمول وہ گھر سے وضو کر کے مسجد صدیق اکبر (نارتھ ناظم آباد کراچی) میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لیئے تشریف لائے ۔ مسجد کی سیڑھی عبور کر کے جیسے ہی انہوں نے دروازہ کے اندر قدم رکھا چکرا کر سر کے بل گر پڑے ۔ پیشانی پر چوٹ آئی اور خون بہنے لگا ۔ مسجد میں موجود حضرات نے سہارا دے کر اٹھایا اور صحن میں لٹا دیا ۔ چند ہی لمحوں میں وہ خانۂ خدا کے اندر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اسی مبارک دن انہیں آنسوؤں اور آہوں کے ساتھ سخی حسن قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا ۔

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اقبال اکاڈیمی

از جناب راغب احسن صاحب ایم - اے - کلکتہ

مشرق اور ہندوستان میں حرکت تجدید نے اپنا ممتاز ترین ظہور سر محمد اقبال کی شاعری میں حاصل کیا ہے جو مشرقی اور مغربی فلسفہ زندگی کے ایک متین و عمیق محقق ہیں - وہ تازہ سے تازہ فلسفیانہ تفکر کے ترقیات سے آگاہ ہیں اور انہوں نے برگسن اور نیٹشے کا عمیق مطالعہ کیا ہے - لیکن سر محمد اقبال اپنے زبردست علم و فضل اور وسیع مطالعہ و تحقیق کے باوجود ہرگز دوسروں کے خیالات کی آواز بازگشت نہیں ہیں - بلکہ امتیازی طور پر ایک اصلی (اوریجنل) مفکر و مجتہد ہیں - یہاں ہمیں آپ کے فلسفیانہ تفکر سے تعلق نہیں - بلکہ مذہب اسلام کی طرف آپ کے عنان طبع سے بحث ہے - اپنی شاعری میں وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار کرتے ہیں - جن کی سب باتوں سے بالاتر، وہ ایک "پیغمبر عمل" کی حیثیت سے تعظیم و تکریم کرتے ہیں - اور آپ کا یہ ایمان ہے کہ ایک آئیڈیل پالیٹی Idea Polity مثالی ہیئت اجتماع کے اساسات صرف حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم میں دریافت ہو سکتے ہیں - اور عالم اسلام (اور اس کے واسطہ سے عالم انسانیت) کی نشاۃ الجدید، شخصیت کے پر زور اظہار، نمود خودی اور ارتقاء نفس کے واسطہ ہی سے حاصل ہو سکتی ہے - جہاں تک ہر فرد اپنے آپ کو ایک کامل فرد بنانے کی سعی کرتا ہے (اُس حد تک وہ ترقی اسلام کو دنیا میں آگے بڑھاتا ہے - عمل کی اس تعظیم میں جیسا کہ حیات النبی تعلیم دیتی ہے)، کوئی جگہ اس جمود و سکون کے لئے نہیں ہے - جو مسلم تصوف کا نمایاں و مثالی پہلو تھا اور جس کا یہ مفکر سخت مخالف ہے - اس دماغ اعظم کا اثر مسلم نوجوان نسل پر عمیق اور وسیع ہے لیکن اس فلسفیانہ تشکل کی

وجہ سے جس کے واسطہ سے ان کی تعلیم پیش ہوئی ہے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ یہ کسی منظم دینی تحریک کی اساس نہیں بن سکتی ہے۔"

سرطامس آرنلڈ

اسلامیک فیتھ (دینِ اسلام) مطبوعہ لندن ۱۹۲۸ء

مسلمانوں کی ذہنی پستی کی انتہا

کسی منظم دینی یا اجتماعی یا کلچرل تحریک کا اساس تو کجا اب تک مسلمانوں نے اقبال کو سمجھنے کی بھی پوری کوشش نہیں کی ہے۔ ابھی تک ایسے حضرات موجود ہیں۔ بلکہ ہماری قومی ادب و ملی پالیسی پر محیط ہیں۔ جن کے نزدیک اقبال محض ایک شاعر اور وہ بھی ایک پنجابی شاعر ہے۔ بعض کور دماغ تو سرے سے اُسے اُردو کا شاعر ہی تسلیم نہیں کرتے ہیں اور ان کے اُن کارناموں کے خلاف جو جرمنی۔ اٹلی۔ انگلستان میں ترجمہ ہو کر مقبول خاص ہوئے ہیں۔ عرصہ تک ردّ و قدح کرتے رہے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں۔ جن کو فہم اقبال تو کجا سیاسیات و عمرانیات کی ابجد سے بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔ مگر وہ اس کے فلسفۂ اجتماع پر مہینوں جہاد کرتے رہے ہیں۔ یہ ہماری قومی بدمذاقی ذہنی پستی اور ملی بدبختی کی انتہا ہے کہ ہمارے باکمالوں کو دنیا مان رہی ہے۔ اور ان کی تعلیم کی منظم اشاعت پر زور دے رہی ہے۔ مگر ہم اب تک اس کو سمجھنے سے ہی انکار کرتے رہے ہیں۔

اقبال ایک آئیڈیل کا علمبردار ہے

اقبال ایک زندہ آئیڈیل کا نام ہے اور یہ وہ آئیڈیل ہے۔ جس میں فرد و جماعت، شرق و غرب، عالم اسلام اور عالم انسانیت کی خود نمائی و خود فزائی۔ زندگی و برتر زندگی کا راز پوشیدہ ہے۔ اقبال کبھی گمنام نہیں رہ سکتا ہے اور نہ کبھی مردہ ہو سکتا ہے۔ مگر سوال اصلی ملت کا اقبال سے کما حقہٗ استفادہ و اخذ نور کرنے کا ہے۔ اقبال اپنا وظیفہ عمل انجام دے کر رہے گا۔ مگر کیا ملت بھی اس کی عظمت، جلالت و طاقت سے آگاہ ہوگی اور اپنا فرض ادا کرے گی؟ اقبال جس آئیڈیل کا نمائندہ ہے۔ اس کا خاص تعلق ملت اسلامیہ سے ہے۔ کیونکہ دراصل وہ اس ملتِ وسطیٰ کو دنیا کے لئے ایک دار السلام بنانے کا آرزومند ہے اور اس کو انسانیت کی تقدیر و منزل ارتقا یا صحیح معنوں میں مذہب ارتقا بنتے ہوئے دیکھنے کا طالب و داعی ہے۔ اس ترجمانِ حقیقت نے شعر و بیان کی رنگین بیانی و سحرکاری کے ساتھ اس کو عامۂ ملت کے لئے جاذب و

دلکش بنانے کی سعی کی ہے۔ جو اس طرح کامیاب ہوئی ہے کہ اس نے ملت کے ایک طبقہ کو اس کا جوہر شناس بنا دیا ہے۔ مگر وہ ابھی تشنہ ہے۔ اور اسے زبان کے ذریعہ سے علمی متانت و صحت حکمی گہرائی و جامعیت اور پیغمبرانہ جوش و اثر کے ساتھ تفسیر و تبلیغ کی ضرورت ہے تاکہ وہ عالم ہند عالم شرق، عالم اسلام۔ عالم غرب اور عالم انسانیت کے موجودہ مسائل و مہمات کے حل کرنے میں مشعل ہدایت ثابت ہو۔ جس کے لئے وہ موضوع و مقدر ہے۔

حبل الورید ملت

اپنے آثار و روایات کی حفاظت کرنا کسی قوم کی زندگی کا ثبوت ہے۔ اس لئے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے آثار و روایات کی حفاظت کرے۔ کیونکہ یہی اس کے لئے اعصاب اجتماع ہیں۔ اور آثار و روایات ملیہ میں سب سے زیادہ حیات پرور اس ملت کے صاحبان فضل و کمال اور ان کے شاہکار ہیں۔ ان کی حفاظت و تربیت گویا حبل الورید ملت کی حفاظت و تربیت ہے۔ ہیروازم یا ہیرو پرستی، قدامت پسندی یا عصبیت جنسی کی پیدائش نہیں ہے۔ بلکہ اس کا بڑا تعلق اصول اجتماعیہ سے وابستہ ہے۔ یہی باعث ہے کہ ہم قدیم و جدید تمام ملل و اقوام کے نشانات و رسومات میں اس کو نمایاں پاتے ہیں۔

ہندو قائدین کے منظم تحریکات

اس ملک (ہندوستان) میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہندو اپنے قائدین کی تعظیم و تکریم اور ان کے کام و پیام کی حفاظت و اشاعت میں نہایت ممتاز درجہ رکھتے ہیں اور اس کو محض جذبۂ شخصیت پرستی سے منسوب کرنا مشکل ہے۔ بلکہ واقعات و شواہد سے یہ ماننا ضروری ہے کہ اس قوم میں واقعی اب ملت پرور رہنماؤں پر نقد و تبصرہ کرنے کی قابلیت پیدا ہو گئی ہے۔ اور جو اب آزادی حاصل کرنے کی اہل ثابت ہو رہی ہے۔

۱۔ سوامی دیانند ان میں ایک مبلغ ہوا ہے۔ مگر اس قوم نے اس کو آسمان شہرت پر پہنچا دیا ہے۔ اور اس کی تحریک کو جو زیادہ تر قومی عصبیت پر مبنی ہے۔ عالم وعالمگیر کرنے کے لئے ملک کے طول و عرض میں سماجوں، سبھاؤں، اسکولوں۔ کالجوں اور مشنوں کا جال پھیلا دیا ہے۔

۲۔ راجہ رام موہن رائے۔ سوامی ویویکانند اور سوامی رام کرشنا۔ بنگال جدید میں ہندو

نشاۃ الجدید کے اول درجہ کے مبلغین میں سے ہیں اور ان تینوں کی تحریکات خاص ادارت کے ایک مضبوط نظام کے ساتھ چل رہی ہیں۔ بلکہ یورپ و امریکہ میں بھی اُن کے منادپہنچے ہوئے ہیں اور ہندو ملت کو سربلند کر رہے ہیں۔

۳۔ سرسی وی رامن۔ سر جے سی بوس اور سر پی سی رائے طبیعات۔ نباتات اور کیمیا کے شہرہ آفاق ائمہ ہیں۔ ہندو قوم نے ان کے فضل و کمال کو اپنی ملت کے تاج کا طرۂ امتیاز بنا لیا ہے اور اُن کے کارناموں کی عالمگیر اشاعت کے لئے علی الترتیب (۱) انڈین ایسوسی ایشن فار دی ایڈوانسمنٹ آف سائنس۔ (۲) بوس انسی ٹیوٹ اور (۳) بنگال کیمیکل ورکس کلکتہ کی منظم و مضبوط ادارت قائم کر لیا ہے۔

۴۔ بنکم چندر چٹرجی۔ بھنڈارکر۔ آسوتوش مکرجی اور ٹیگور۔ عہد جدید کے ہندوؤں میں بعض اصناف ادب، علم و تعلیمات میں ممتاز ہستیاں ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ اس بیدار بخت ملت نے اُن کے کام کو نسل در نسل جاری رکھنے اور ان کی روائت کو ملت بنانے کے لئے بنکم پاریشاد۔ ٹیگور سوسائٹی۔ بھنڈارکر انسٹی ٹیوٹ۔ اور آسوتوش ہال۔ آسوتوش چیرز۔ آسوتوش ڈے (یوم تعطیل) آسوتوش سانکیرتن اور نہ معلوم کتنے دستورات، تقریبات اور ادارات قائم کر رکھے ہیں۔ مقصد سب کا یہ ہے کہ کسی طرح ان کا نام۔ کام اور پیام، ہر ہندو نوجوان کی رگ اور خون کا جزو لاینفک بن جائے۔ حتیٰ کہ بنگال کا شاید ہی کوئی اسکول یا کالج ہوگا جس میں بنکم اور ٹیگور نے خود بول پور میں اپنے کام کی عالمگیر اشاعت کے لئے بہترین ہندو دماغوں اور چند مغربی حضرات کی معیت میں ایک خاص ادارہ بنام وشو ابھارتی سبھا، ایک تعلیمی و اقامتی یونیورسٹی۔ کئی کلچرل مجالس و مجلات کے ساتھ قائم کر رکھا ہے۔

۵۔ بال گنگا دھر تلک۔ گوکھلے۔ داس اور گاندھی اس عہد میں ہندو سیاسی بیداری کے امام ہیں۔ اور آج مہاراشٹر۔ پونہ۔ کلکتہ اور احمد آباد میں ان کے مخصوص سیاسی و مذہبی خیالات و مقاصد کی تبلیغ کے لئے مخصوص ادارات۔ مضبوط پریس کے ساتھ قائم ہیں۔

منظم ادارات اور مستقل تحریکات

اور ہندو سیٹھ باوجود اپنی زر پرستی کے لاکھوں اور کروڑوں روپیہ سے ان کی مدد کر رہے ہیں۔

میں نے یہ تمام مذکرہ بیدار بخت ہندو ملت کی تحسین و آفرین اور مسلم ملت کی عبرت آموزی کے لئے کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ملت اسلامیہ نے ایک زمانہ میں دنیا کو درس تہذیب دیا تھا۔ مگر وہ آج خود ہندو قوم سے فضل پروری و کمال دوستی کا درس حاصل کرنے کے لئے مجبور ہے۔ ہندو قوم نے تمدن جدید کی اس ضرورت اور اصل کو بخوبی سمجھ لیا ہے کہ کوئی اعلیٰ و مستحکم کام ایک نسل میں پورا نہیں ہو سکتا ہے۔ صاحبان فضل و کمال محض اعلیٰ تحریکات کی بیج بوتے ہیں اور یہ قوم کا فرض ہے کہ ان کی تخم ریزی کی نسل در نسل، قرن در قرن اور صدی در صدی کاشت۔ تربیت۔ پرورش اور حفاظت و ترقی کا کام جاری رکھے۔ بڑوں کے کام کو مستقل تحریکات بنانا اور اُن کو نسل در نسل ضروریات زمانہ کے مطابق دائم و قائم رکھنے کے لئے منظم ادارت کی بنا ڈالنا ضروری ہے۔ قومی ارتقاء کے استحکام و استقلال کا یہی راز ہے۔

میں ملت اسلامیہ سے جس میں اقبال پیدا ہوا ہے۔ یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اُس نے اپنے سرسید۔ قاسم۔ شبلی۔ اجمل[1]۔ جوہر اور اقبال کے کام اور پیام کو نسل در نسل قائم رکھنے، ان کو مستقل تحریکات بنانے اور اس مطلب کے لئے منظم ادارات کی بنا ڈالنے میں کچھ کیا ہے؟ حالانکہ اس کا دعویٰ ہے۔ وہ ایک عالمگیر ملت ہے۔ انسانیت کی مداوا اور دنیا کی تقدیر ہے۔

ہماری ذہنی پستی اور اغیار کی قدردانی

یہ بڑے ماتم کی بات ہے کہ ہم جوہر[1] کے جوہر سے اس وقت کچھ آگاہ ہوتے ہیں۔ جب وہ ہمارے ظلموں اور غفلتوں سے بیزار و خستہ ہو کر غریب الوطنی میں ہم پر قربان ہو جاتا ہے۔ اور یورپ اُس کو "ایک عظیم الشان ہندوستانی ایک عظیم الشان مسلم اور ایک عظیم الشان پیغامبر انسانیت" کہتا ہے اور قدس کے حرم میں ایشیا۔ یورپ اور افریقہ کی گردنیں اس کی نعش پر فرطِ الم سے جھک جاتی ہیں! ہم اقبال کے نیر اقبال کی درخشندگی سے اس وقت کچھ خبردار ہوتے ہیں۔ جب جوسف ہل الماتی، اُس کے ایک کارنامہ کو عہد جدیدہ کا سب سے حیرت ناک "حادثہ"

---

[1] مولانا محمد اجمل مرحوم - ۱۲

Phenomenon کہتا ہے۔ اور کیمبرج یونیورسٹی اپنے اس روشن ستارہ کو نذرِ عقیدت پیش کرتا ہے اور اٹلی کا بے تاج بادشاہ سنیور مسولینی اس سے درس خودی و بے خودی حاصل کرتا ہے اور اطالین اکاڈیمی اس کی شان میں تقریب خاص مناتی ہے۔

کیا یہ فرق اس لئے ہے کہ ہم بحیثیت ملت بڑائی کی قدر کے قابل نہیں ہوتے ہیں اور اس لئے اس کے اہل بھی نہیں ہیں ؟

بہر کیف اب ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں اور کیا کرنا چاہیئے۔ یہ کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ حضرت علامہ اقبال لندن۔ کیمبرج۔ روم۔ قاہرہ اور مدراس میں عالی شان خطبات ارشاد فرماتے ہیں۔ جس پر حکمار مغرب و علمار مشرق اظہار حیرت زدگی کرتے ہیں۔ مگر اس کا ایک لفظ بھی مستند شکل میں دنیا کے سامنے نہیں آتا ہے۔ اور نہ اصل یا نقل اُردو یا انگریزی میں شائع ہوتی ہے۔ حالانکہ ایک ملت بیدار کا یہ فرض تھا کہ اقبال کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک فقرہ کو مستند ترین ذرائع سے حاصل کر کے جمع کر دیتی اور کم سے کم اُردو اور انگریزی دنیا کے لئے تو عام اور قابلِ حصول بنا دیتی۔

اقبال اکاڈیمی کی ہیئت

میرے خیال میں اس کی ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ لاہور میں جو علامہ اقبال کا دوسرا وطن ہے۔ ایک مستقل انسٹی ٹیوشن اپنی ذاتی زمین و باغ و عمارات کے ساتھ بنا کر اور "اقبال اکاڈیمی" سے موسوم کر کے حضرت علامہ سر محمد اقبال کو قوم کی طرف سے پیش کی جائے۔ اقبال اکاڈیمی کا ایک دستور اساسی اور ایک ہیئت ترکیبی ہو۔

وظائف و مقاصد

اقبال اکاڈیمی کی اساسی وجہ زیست اقبال کے کام اور پیام کی تفسیر و تبلیغ اور اس کے آثار و اخبار کی جمع و ترتیب ہوگی اور مقصود عمومی اسلامی کلچر کی حفاظت و ارتقا ہوگا۔

گویا یہ ان کلچرل ادارات ملیہ کے نظام کی ایک مرکزی کڑی ہوگی۔ جس کی تجویز علامہ اقبال نے آل انڈیا مسلم کانفرنس لاہور ۱۹۳۲ء کے خطبۂ صدارت میں ملت اسلامیۂ ہند کے تہذیبی احیا کے لئے پیش کی۔

اقبال اکاڈیمی کا وظیفہ اول اقبال کے افکار و تعلیمات اور سوشیل - پولیٹکل اور ایکانامیک مطمح نظر کی تفسیر خود ان کے زیر ہدایت ہونا چاہیئے - اُن سے خاص موضوعات پر خطبیات وارشادات حاصل کرنا اور ان کے ملفوظاتِ گرامی کو باالالتزام اردو انگریزی رسائل کی شکل میں عمدہ طباعت کے ساتھ شائع کرنا بھی اُس میں داخل ہے -

اکاڈیمی کا دوسرا وظیفہ اقبال کی تصنیفاتِ نظم و نثر و متفرق مقالات کو مستند طریق پر ضروری مقدمات و تعلیمات کے ساتھ مکمل و مہذب صورت میں اشاعت ہونا چاہیئے - جس طرح شبلی اکاڈیمی اعظم گڑھ علامہ شبلی کے رشحاتِ قلم کو شائع کر رہی ہے -

اکاڈیمی کا تیسرا وظیفہ علامہ سر محمد اقبال کی پرائیویٹ اور پبلک لائف سے متعلق آثار و نشانات و تبرکات کی ایک میوزیم کا قیام ہونا چاہیئے - تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے وہ تمام تبرکات محفوظ ہو جائیں - جو آزاد و ترقی یافتہ ملتوں نے اپنے ابطال کے فکر و عمل کی جمع کی ہیں اور ایک روز اقبال کی جمع کرنا چاہے گی - مگر یہ کام جو کہ آج آسان ہے کل مشکل و ناتمام ہوگا -

اکاڈیمی کا چوتھا وظیفہ شرق و غرب کے متوازی الفکر ارواح سعیدہ Sister Souls کی برادری کے مشترکہ پلیٹ فارم کا کام دنیا اور اتحادِ اسلام و اتحادِ عالم کی تحریک کی پیش رفت ہونا چاہیئے -

اقبال اکاڈیمی لاہور کا پانچواں اور سب سے مہتم بالشان وظیفہ اُس کے نام کے دو ضروری اجزا یعنی (۱) اقبالیت اور (۲) اکاڈیمیت سے ظاہر ہے -

"اقبال" جیسا کہ مذکور ہوا - ایک آئیڈیل کا نام ہے اور اس ادارہ کا سب سے بڑا کام چیدہ - سعید و صالح نوجوانوں کو اس آئیڈیل کی روح میں تربیت و تعلیم دینا ہونا چاہیئے - تاکہ وہ اس آئیڈیل، اس ملتِ وسطیٰ اور اُس مذہب انسانیت کے مبلغ و منادی بن کر پھیل جائیں - جس کے لئے اقبال کا ظہور ایک عالمِ نور کی صبح صادق کے مخبر صادق کی شکل میں ہوا ہے -

اقبال اور افلاطون

"اکاڈیمی" افلاطون کے مدرسہ کا نام ہے - جس کی تعلیم و تربیت نے مسلّم اوّل ارسطو جیسے یگانۂ روزگار کو پیدا کیا ہے - اکاڈیمی دراصل کوئی موجودہ اسکول - مدرسہ یا یونیورسٹی کی نوعیت

کی درسگاہ نہیں تھی۔ بلکہ ایک مخصوص طریقت زندگانی یا مذہب عمرانی کی نمائندہ تھی۔ جس کا بڑا کام اس زمانہ کے سوفسطا۔ خطابت وزعامیت کے خلاف جہاد کرنا اور "اسٹیٹ" کو تمام اجزا کا "کُل" اور فطری بلکہ ایک فوق البشر حقیقتِ کبریٰ ثابت کرنا اور مذہب اعیان کی تعلیم دینا تھا۔ اقبال بلاشبہ افلاطون کا سخت ترین ناقد ہے۔ مگر اقبال۔ سقراط۔ افلاطون اور ارسطو کی روح میں یہ مایۂ مشترک ہے کہ یہ چاروں حکماء نہ "سوفیسٹ" ہیں۔ جو پُرفریب دلائل کے دلدادہ اور ہر نوع کی مصنوعیت ورسمیت کو عمرانی زندگی سے خارج کرنے کے حامی تھے۔ اور نہ "خطیب" ہیں۔ جن کا مقصد وحید جذبات وتعصبات کی تسخیر ہوتی ہے۔ اور جن کا واحد آلۂ عمل طلاقت لسانی۔ لفاظی اور سحر کاری ہے۔ اور نہ "زعیم" (ڈیماگاگ) جو محض عوام کی نفسیات ورجحانات کے نمائندے نہ کہ حقیقی "قائد" ہوتے ہیں۔ برعکس ازیں یہ چاروں ائمہ فکر اپنے مخصوص عقائد وخیالات کی سنگِ بنیاد پر دنیا کو ایک نئے سانچے میں ڈھالنے کے لئے مضطرب وبیتاب ہیں۔ چنانچہ افلاطون اور ارسطو کے مدرسوں سے یونان وماورائے یونان کی ریاستیں اور سلطنتیں اپنی اساسِ زندگی کے لئے سوشیل ادارات ودستورات کے کوڈ اور مخصوص فالیطی[ے] نظام نامہ سے طلب کیا کرتی تھیں اور چونکہ یہ حکماء محض آئیڈیلسٹ نہیں تھے۔ بلکہ عملی سیاسیات وعمرانیات سے گہرا تعلق رکھتے لہذا افلاطونی اکاڈیمی اور ارسطاطالیسی مدرسہ نے متعدد سلطنتوں کو دستوراتِ اساسی اور مذاہب اجتماعی مہیا کیا تھا۔ یونانی دستورِ سلطنت کو روح سلطنت جانتے تھے۔ افلاطون اور ارسطو کے نزدیک "فالیطی" (سلطنت کی ہیئت اجتماعی) ہی دراصل "اسٹیٹ" تھی۔ اس طرح ان کا یہ خیال تھا کہ تبدیلی۔ سلطنت کی تبدیلی اور دستور کا خاتمہ سلطنت کا خاتمہ اور دستور کی وحدت سلطنت کی وحدت ہے۔ یہ خالصاً یونانی عقیدہ ایک دوسرے خالصاً یونانی عقیدہ کی وسیع اساس محکم پر مبنی تھا۔ اور یہ وہ بنیادی عقیدہ تھا کہ فالیطی (پالیٹی Polity) یا دستور ملّی یا

ے یونانی لفظ پالیٹی Polity کو میں اُردو جامہ پہنا کر مروّج کرنا چاہتا ہوں۔ یہ لفظ پولیس یعنی شہر سے ماخوذ ہے۔ اور اس کے معنی عموماً "اسٹیٹ" کی ہیئت اجتماعی یا سوشیل آڈر کے لئے جاتے ہیں۔ لیکن اس کو محض سیاسی دستورِ حکومت کا مرادف تصور کرنا غلط ہے۔ بلکہ یہ ایک جامع ترین یونانی تخیل کے لئے موضوع ہے۔ اور اس کو اُردو بنانا ضروری ہے۔ ۱۲۔

شریعت ملی در اصل ایک جماعت کے تمام کائناتی ۔ معادی و معاشی تصورات پر مبنی اور تمام اجتماعی سیاسی و عمرانی دستوراتِ زندگی پر محیط ہوتی ہے ۔ انفرادی یا جماعتی زندگی کا کوئی شعبہ یا پہلو، جماعتی فالیطی کے ہمہ گیر نظام سے باہر اور محفوظ نہیں رہ سکتا ہے ۔ زندگی کی جامعیت اور ایک ناقابل تقسیم وحدت کا یہ عقیدہ افلاطون اور اقبال میں مشترک ہے ۔ دونوں عملی سیاسیات و عمرانیات سے گہرا تعلق رکھتے ہیں ۔ دونوں کی آئیڈیل ازم مختلف ہو سکتی ہے ۔ مگر ان کے آئیڈیلسٹ ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے ۔ دونوں حال سے بیزار اور ایک خوشتر و برتر آئندہ فالیطی کے آرزومند ہیں ۔ اقبال بھی آج افلاطون کی طرح ملت اسلامیہ کو سیاسی و عمرانی ۔ اجتماعی و انفرادی ۔ معادی و معاشی لحاظ سے بہر نوع ایک مکمل ۔ ہمہ گیر ۔ جامع و محیط فالیطی کی حیثیت سے پیش کر رہا ہے ۔ جس کی اساس قرآن و سنت، وحی و تنزیل کے مطابق ایک خاص کائناتی تصور اور روحانی اور تہذیبی آئیڈیل ہے ۔

بنابریں اقبال اکاڈیمی لاہور کا یہ وظیفۂ اعظم ہوگا کہ وہ عالم اسلام کے لئے خصوصاً اور عالم جدید کے لئے عموماً عہد حاضر کا افلاطونی اکاڈیمی ثابت ہو ! بلکہ "یونانی اکاڈیمی" سے "ہندی اکاڈیمی" بہتر و برتر ثابت ہو ۔ کیونکہ خود اقبال کہیں اُس سے بہتر و برتر ہے ۔ سقراط ۔ افلاطون اور ارسطو، اپنی بہترین و اعلیٰ ترین تفسیر کے ساتھ بھی محض ہیلین ازم (یونانیت) کے نمائندے ہیں اور اُن کی فکر یونان کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے حصار میں اس طرح مقید و محصور ہے کہ وہ مجرد انسانیت و ارضیت اور اس سے بلند تر عالم معاد کے متوازی تصور سے عاجز ہیں ۔ جو خاص اسلام کا امتیاز اور اقبال کا آئیڈیل ہے ۔

یونانیت اور اسلامیت

کو "یونانی" (ہیلین) اور "باربیرین" میں تقسیم کر دیتے ہیں ۔ غیر یونانیوں کو اصلاً غلام اور آزادی و تہذیب کے ناقابل تصور کرتے ہیں ۔ خود یونانی یعنی ہیلین نسل کو وہ برترین نسل جانتے ہیں ۔ مگر اس کی بڑی تعداد کی غلامی کو "طبعی" اور فطری بلکہ "اسٹیٹ" کی ہستی کے لئے ضروری و لابدی تصور کرتے ہیں ۔ فرد اور خاندان کو "اسٹیٹ" پر قربان کر دیتے ہیں ۔ اور ایسے اصول کی تعلیم دیتے ہیں ۔ جو شخصیت خودی کی زندگی کو موت اور ترقی کو تباہی بتانے والے ہیں ۔ ان تمام باتوں

میں یہ یونانی حکماء پورے پورے یونانی اور یونانی عقائد کے ترجمان ہیں۔ اصل یہ ہے کہ وہ یونانیت کے جال سے باوجود اپنی حکمت اور عرفان کے آزاد ہونے میں ناکام ہیں۔

برعکس ازیں اقبال اپنے بہترین و اعلیٰ ترین شکل میں آریت اور ہندو ازم۔ ایرانیت اور پارسی ازم، یونانیت اور ہیلین ازم۔ رومانیت اور لاطین ازم، المانیت اور جدید ویسٹرن ازم۔ سامعیت اور مغز۔ عطر۔ جوہر اور روح کا عارف اور ناقد ہے اور ان کے روشن عطیات کا معترف ہے۔ کیونکہ وہ دراصل ایک شہرہ آفاق مبصر کے قول کے مطابق اسلام کے لباس میں مذہب انسانیت کا مبلغ ہے۔

پس یہ لازم ہے کہ اس کی دعوت بھی ساری انسانیت کے لئے عام اور اس کی ہمہ گیر و جامع حکمت بھی عالمگیر ہو اور اس کے آیڈیل کی تفسیر۔ تعلیم کی اشاعت اور آثار و اخبار کی جمع و ترتیب کا ادارہ " اقبال اکاڈیمی لاہور " " افلاطون اکاڈیمی ایتھنز " سے برتر، بہتر و پائندہ تر ہو۔

مگر یہ ایک زندہ قوم کا کام ہے اور سوال صرف یہی ہے کہ ملتِ اسلامیہ ہند ایک زندہ ملت بھی ہے!

(نیرنگِ خیال لاہور کے اقبال نمبر (۱۹۳۲ء) سے)

کشورِ اقبالؒ

❖ علامہ اقبالؒ کے نادر اور نایاب خطوط کا مجموعہ۔

❖ جس سے علامہ کے ملی و ملکی افکار کی تشریح ہوتی ہے۔

مولف: محمد فرید الحق ایڈوکیٹ

عنقریب منظرِ عام پر آ رہی ہے

فہرست مطبوعات

۱	شرح خیابانِ ادب	اُردو	سید منیر علی جعفری
۲	شرح منتخبات اُردو نظم	〃	〃 〃 〃 〃
۳	اسلامی نظام	〃	پروفیسر سید عطاء اللہ حسینی قادری
۴	نور الحقیقت	〃	〃 〃 〃 〃
۵	اسلام کی بنیادی تعلیمات	〃	〃 〃 〃 〃
۶	کمپنی میٹنگ	انگریزی	پروفیسر ایم لقمان بیگ
۷	کمپنی ریزولیشن	〃	〃 〃 〃 〃
۸	کمپنی کیپٹل ایشوز ایکٹ	〃	〃 〃 〃
۹	ایکٹ معاہدہ	اُردو	〃 〃 〃 〃
۱۰	آڈیٹنگ (سوال وجواب)	〃	پروفیسر شمیم احمد
۱۱	قیمتی پتھر اور آپ	〃	بیگم زبیدہ فرید الحق
۱۲	اقبالؒ — جہانِ دیگر	〃	محمد فرید الحق ایڈوکیٹ
۱۳	کشورِ اقبالؒ (زیر طبع)	〃	〃 〃 〃
۱۴	شرح فتوح الغیب (زیر طبع)	〃	پروفیسر سید عطاء اللہ حسینی قادری
۱۵	حل پرچہ جات (کامرس و آرٹس گروپ)		

Gardezi Publishers (Karachi)

326/1, Islam Gunj, Lasbela House,
Nishter Road, Karachi-5.

فقط اک گردشِ شام و سحر ہے
اگر دیکھیں فروغِ مہر و ماہ سے
بسر دو دیکھ اگر دل کی نگہ سے
جہاں روشن ہے نورِ لا الہ سے

مفکرِ اسلام
حضرت علامہ محمد اقبال ؒ